مرکز احیاء الفکر الاسلامی کا دینی، دعوتی، علمی، ادبی، تحقیقی، فکری اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ نقوش اسلام

VOL.No.9	جون/ جولائی ۲۰۱۴ء (June,July2014) شعبان/ رمضان	Issue.No 4.5

مجلس سرپرستان

مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
ولی مرتاض حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسارپوری
عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم رائے پوری
پیر طریقت حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی

مجلس مشاورت

مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی — مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی
مولانا حسن مرچی — مولانا محمد عامر صدیقی ندوی
مولانا محمد احمد صالح جی — الحاج موسیٰ اسماعیل درسوت
مولانا حافظ محمد ایوب — مولانا محمد زکریا پٹیل
مولانا یحییٰ بام — مولانا محمد منذر ندوی

مجلس ادارت

❁ مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی ❁ مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری ❁ مولانا حمید اللہ قاسمی کبیر نگری
❁ حافظ عبدالستار عزیزی ❁ ڈاکٹر مرغوب عالم عزیزی

شرح خریداری

ہندوستان کے لیے

فی شمارہ................۱۵/روپے
سالانہ......................۱۸۰/روپے
خصوصی...... ......۵۰۰۰/روپے
ایشیائی، یورپی افریقی وامریکی ممالک کے لیے ۵۰/ڈالر

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

NUQOOSH-E- ISLAM
MUZAFFARABAD.SAHARANPUR.247129
(U.P)INDIA. Cell.09719831058
E.mail : nuqooshe_islam@yahoo.co.in
masood_azizinadwi@yahoo.co.in
ماہنامہ "نقوش اسلام" مظفرآباد، سہارنپور 247129 (یوپی) انڈیا

رسالہ کے جملہ امور سے متعلق اس نمبر پر رابطہ کریں: **09719639955**

منیجر توسیع واشاعت: قاری محمد صالحین
08859806425 / 09813806392

Monthly Nuqoosh-e-Islam,
A/C No. 30557882360,S.B.I

PRINTED, PUBLISHED AND OWNED: MD FURQAN
PRINTED AT LUXMI PRINTING PRESS SAHARANPUR
EDITOR: MD FURQAN

iles\A017.TI not found.
Files\A025.TIF not found.
iles\A017.TI not found.

اس شمارے میں

عناوین	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ		۳
دین اور شعائر دین	محمد مسعود عزیزی ندوی	
ملفوظات		۵
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری	مولانا محمد انوری لائل پوری	
سیرت وسوانح		۹
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی	مولانا غیاث الدین، باندہ	
صفات مؤمن		۱۴
اسلام کا تصور جہاد اور مومنین کی صفات	مولانا مفتی فضیل الرحمٰن عثمانی	
قند مکرر		۱۵
چندہ کے آداب واصول	محمد مسعود عزیزی ندوی	
فکروعمل		۲۴
والدین اپنی اولاد کی قدر کریں!	حمید اللہ قاسمی کبیر نگری	
جائزہ		۲۶
خواتین کی مدارس کے تئیں زریں خدمات	مولانا محمد عامر ندوی، ٹونک	
انکشاف		۲۹
گستاخ رسول کا انجام	مولانا محمد جنید قاسمی، دیوبند	
اعجاز قرآنی		۳۱
قرآنی زبان میں گفتگو	مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری	
تبصرے		۳۴
نئی کتابوں پر تبصرہ	حمید اللہ قاسمی کبیر نگری	
تعارف		۳۵
مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد	(ادارہ)	

ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے لئے شرح اشتہار

ٹائٹل صفحہ آخر رنگین	(فل سائز)	۳۰۰۰............
؍؍ ؍؍ اول اندرونی	؍؍ ؍؍	۲۵۰۰............
؍؍ ؍؍ آخر اندرونی	؍؍ ؍؍	۲۰۰۰............
صفحہ اندرونی	(فل سائز)	۱۰۰۰............
آدھا صفحہ اندرونی		۶۰۰............
¼ صفحہ ؍؍		۴۰۰............

اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ اسی رسالہ کے ساتھ آپ کی سالانہ مدت خریداری پوری ہورہی ہے، لہٰذا آئندہ کے لیے جلد ہی زرتعاون مبلغ ۱۸۰؍روپئے ارسال فرمائیں، تاکہ رسالہ کو جاری رکھا جاسکے۔ (ادارہ)

نوٹ: شائع شدہ مضامین سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں، ہر قسم کی چارہ جوئی کا حق صرف عدالت سہارنپور کو ہی ہوگا۔

پرنٹر پبلیشر: محمد فرقان نے لکشمی آفسیٹ پریس سہارنپور میں طبع کراکے دفتر ماہنامہ نقوش اسلام مظفرآباد سے شائع کیا

کمپوزنگ: عزیزی کمپیوٹر سینٹر: مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، سہارنپور، یوپی (الھند)

اداریہ

دین اور شعائر دین

محمد مسعود عزیزی ندوی

بلاشبہ دین آسان ہے، اس پر چلنا بھی آسان ہے، مگر دین کے کچھ اصول وضابطے ہیں، دین کے کچھ احکام ومسائل ہیں، دین کے کچھ اعمال وشعائر ہیں، اور وہ سب منزل من اللہ ہیں، اللہ کی طرف سے وحی کردہ ہیں، یا پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ ہیں، پورا دین نبی پاک علیہ الصلاۃ والسلام کی سنتوں کے ذریعے زندہ اور تابندہ ہے، چاہے وہ سنتیں موکدہ ہوں یا سنت عادیہ ہوں اور ان تمام پر صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اسلاف امت نے عمل کیا ہے، اور زندگی کا ایک آئیڈیل اور نمونہ پیش کیا ہے، زندگی کے جتنے بھی شعبے ہیں، خواہ وہ عقائد سے متعلق ہوں، عبادات سے متعلق ہوں، معاملات سے متعلق ہوں، اخلاقیات سے متعلق ہوں، معاشیات یا اقتصایات سے متعلق ہوں، یا عام زندگی سے متعلق ہوں، ہر ایک کا نمونہ اسلاف امت کی زندگی میں پایا جاتا ہے، اور یہ تمام نمونے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لیکر آج تک تواتر کے ساتھ موجود ہیں، اور ہر زمانے میں ہر جگہ ان پر عمل کرنیوالے اور ان کو اپنی زندگی میں عملاً نافذ کرنیوالے پائے جاتے رہے ہیں، کوئی دور ایسا نہیں گزرا کہ ان تمام نمونوں اور تمام شعائر دین پر عمل کرنیوالے نہ رہے ہوں، اس لئے کہ یہ دین قیامت تک کیلئے اور ہر زمانے اور ہر جگہ کیلئے ہے۔

مگر آج کل جدت پسندی، دین میں آسانی اور تیسیر کا ایسا ہیضہ ہوتا جا رہا ہے کہ جو شعائر دین ابتدائے اسلام سے امت میں جاری وساری ہیں، کچھ دین کے دشمنوں، یا جاہلوں یا جدت پسندوں اور ہوشیار لوگوں نے ان کو قدامت پرستی اور دقیانوسی، رجعت پسندی، یا شدت پسندی کا عنوان دے کر چھوڑ دیا ہے اور اس کے خلاف کرنا دینداری اور دین پسندی اور بزعم خویش ہوشیاری سمجھ لیا ہے، مثلاً نماز میں سر پر ٹوپی نہ رکھنا، یا سر کو عمامہ یا رومال سے نہ ڈھاکنا، مسجد میں مختلف جماعتیں کرنا، امام بننے میں احتیاط نہ کرنا، بے ریش اور فاسق لوگوں کا امام بن جانا، ٹخنوں سے نیچے شلوار، پائجامے یا پینٹ کا رکھنا، مسئلے مسائل میں عوام کا بحث کرنا، قرآن وحدیث کے حوالے سے عوام کا مسائل بتلانا، یہ اور اس طرح کی بہت سی باتیں ہیں جو امت میں سرایت کر گئی ہیں، اور شعائر دین کا لوگوں نے مذاق یا کھلواڑ بنالیا، من گھڑت باتوں اور نفس پرستی کو دین اور شریعت بنالیا ہے۔

آج کل خلیجی ممالک میں خاص طور سے مسجدوں میں ننگے سر زیادہ نظر آتے ہیں، حالانکہ غیر مسلموں میں بھی شریف یا مہذب لوگ سر کو ڈھاکتے ہیں، یا سر پر ٹوپی وغیرہ رکھتے ہیں، مگر مسلمان جن کا چودہ سو سال سے سر ڈھکنے کا چلن رہا ہے، اب انہیں پتہ نہیں سر ڈھکنے سے کیوں چڑ ہوگئی ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نمازوں میں سر پر ٹوپی یا عمامہ رکھتے تھے، پھر تمام صحابہ اور اسلاف کا یہی عمل رہا ہے، آج بھی دیندار، علماء کرام، مفتیان عظام اور تمام مذہبی پیشوا سر ڈھاک کر نماز پڑھتے ہیں، حالت احرام مستثنیٰ ہے کہ وہاں ننگے سر رہنا ہی مطلوب ومقصود ہے، جیسا کہ زندگی بھر مغرب کی نماز کی پابندی کرنے والے کو وہاں مغرب کی نماز مزدلفہ میں پہنچ کر عشاء کے وقت پڑھنی ہوتی ہے، وہاں یہی حکم ہے، اسی طرح ہر دو آدمی تین آدمی کا محلّہ کی مسجدوں میں بار بار جماعت کرنا، جو اسلام کے اجتماعی نظام اور جماعت کی پابندی اور اہمیت کو ختم کرتا ہے، اس سے وہ جماعت کے ثواب کی

اہمیت کو تو سمجھتے ہیں، لیکن اسلام نے ایک وقت میں ایک مسجد میں تمام کا جمع ہو کر جماعت کی نماز کا جو حکم رکھا ہے، اس کی اہمیت کا ان کو علم نہیں ہے، جب جس وقت جس کی مرضی میں آیا، مسجد میں آیا اور جماعت کر لی، پھر مسجد کے جماعت کے نظام اور امام مسجد کی کوئی ضرورت ہی نہ رہی، پھر مسئلہ امام بننے کا ہے، امامت نبی پاک علیہ الصلاۃ والسلام کا مقام ومنصب ہے، تو اس مقام ومنصب کے لائق وہی امام ہوسکتا ہے جو متبع سنت اور تمام شعائر دین اور شعائر اسلام کی عظمت واہمیت کو سمجھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا ہو، یہاں حال یہ ہے کہ بے ریش، داڑھی منڈا آدمی آتا ہے، جس کی داڑھی بھی صاف، کہنیاں کھلی ہوئیں، شرٹ اور پینٹ میں- جو غیروں کا لباس ہے جس میں پینٹ ٹخنوں سے نیچے لٹکی ہوئی ہے- امامت شروع کر دیتا ہے، حالانکہ وہ فاسق ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مونچھیں کٹاؤ، داڑھیاں بڑھاؤ، جس میں امر کا صیغہ ہے، جس سے داڑھی کا وجوب ثابت ہوتا ہے، اور واجب کا تارک فاسق ہوتا ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، اسی طرح اسبال ازار ٹخنوں سے نیچے پائجامہ، لنگی یا پینٹ کا ہونا، اس پر بھی سخت وعید ہے، تو جب نبی کے مقام پر فاسق وفاجر کھڑے ہو کر امامت کا فریضہ ادا کریں گے، تو کیا تباہی ہوگی، آپ سمجھ سکتے ہیں۔

یہ اس طرح کی باتیں اب تک خلیجی ممالک میں دیکھنے میں ملتی تھیں، لیکن ابھی افریقہ کے بعض ملکوں میں بھی اور خود ہمارے ہندوستان کے دہلی اور ممبئی جیسے شہروں کی مسجدوں میں بھی نظر آنے لگیں، کہ چند لوگ یہاں بھی ننگے سر نظر آتے ہیں، ننگے سر کے سلسلہ میں ہم یہاں فقہی مسئلہ نہیں بتلا رہے ہیں بلکہ امت کا طرز اور اسلاف امت کا کیا وطیرہ رہا ہے، وہ بتلانا چاہ رہے ہیں، بھائیو! غیر مسلموں اور مسلمانوں میں ظاہری طور پر جو امتیاز ہے وہ داڑھی، ٹوپی اور لباس ہی کا تو ہے، اب مسلمان بھی وہی لباس، وہی چہرہ مہرہ رکھیں گے تو کیسے پتہ چلے گا کہ یہ مسلمان ہے یا کافر ہے، ذرا ہوش کے ناخن تو لو، کہاں آپ کی عقلیں ماری گئیں، یہ بات مسلم ہے کہ چودہ سو سال تک امت مسلمہ کسی باطل مسئلہ پر جمع نہیں ہوسکتی، حدیث پاک میں ہے کہ "ید اللّٰہ علی الجماعة" تو پوری امت اتنے عرصے تک باطل پر رہے، اور اب چودہ سو سال کے بعد لوگوں کی سمجھ میں آئے کہ سر ڈھاکنا ضروری نہیں، یا کہاں سے ثابت ہے؟ بغیر اس کے بھی نماز ہو جاتی ہے، نماز تو ضروری ستر ڈھاکنے کے بعد بھی ہو جاتی ہے، اصل بتلانا ہے کہ اسلام اور دین کا شعار اور مسلمانوں اور اسلاف کا کیا طرز عمل رہا ہے، دین واقعی آسان ہے، مگر اس آسان دین کے بھی کچھ حدود وقیود اور کچھ فرائض وواجبات ہیں، یہ باپ دادا کی میراث نہیں کہ جس طرح چاہے اس میں تصرف کریں بلکہ یہ صحابہ اور اسلاف امت کی وراثت ہے، جو تواتر کے ساتھ امت میں منتقل ہوتی آ رہی ہے، اس لئے اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

اس وقت امت کی حالت پر اللہ رحم کرے، ایک فتنہ نہیں، سینکڑوں فتنے جنم لے رہے ہیں، کہیں مساوات کے نام سے عورتوں کی امامت کا فتنہ، کہیں مساوات کے نام سے عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ کھڑے کرنے کا، کہیں ترقی کے نام سے اور جدت پسندی کے نام سے اور جدید تہذیب کے عنوان سے عورتوں کو بے پردہ کرنے کا فتنہ، پھر اس کے بدلے میں جہیز وتلک کا فتنہ، کہیں آزادی رائے کے نام سے بڑوں کا احترام نہ کرنا، علماء کرام کی قدر نہ کرنا، ماں باپ کا احترام نہ کرنا، اتنے فتنے ہیں کہ "الامان والحفیظ" اللہ ہی حفاظت فرمائے، اور صحابہ کرام اور اسلاف امت کے طریقوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، اور تمام جدتوں کو چھوڑ کر اسلام کے آفاقی نظام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ملفوظات

ملفوظات
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری

مولانا محمد انوری لائل پوری (فیصل آبادی)

رائے پور میں سلطان باھو کے اشعار کا پڑھنا:

جب پہلی بار رائے پور حاضری ہوئی، بعد مغرب خدمت میں بیٹھا تھا، خوب کھل کر باتیں فرمار ہے تھے، تو سلطان باہو کے اشعار بھی پڑھے:

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ہو
الا اللہ دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ہو
بوئی اندر مشک مچایا جان پھلن تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو جیل ایہہ بوٹی لائی ہو

راستے میں کسی سے الجھنا مت:

فرمایا حضرت سلطان باہو کو حاجی عبدالرحمٰن صاحب مجذوب نے اجازت دے کر رخصت کیا تو دہلی سے شورکوٹ کو چلے، فرمایا کہ راستے میں کسی سے الجھیو مت، جب حضرت بھٹنڈا آئے تو ایک جوگی راستے پر بیٹھا تھا اور باتوں سے اپنی طرف کھینچتا تھا، پوچھا جوان کدھر جارہے ہو، حضرت نے فرمایا میں تو شورکوٹ جارہا ہوں یہ کہا اور آگے چلے، فرمایا کہ دو چار قدم آگے چلا معلوم ہوا کہ ظلمت سینے میں داخل ہورہی ہے، اور نور ایمان نکل رہا ہے میں نے یوں سمجھا کہ اس جوگی کی شرارت ہے، فوراً پیچھے کی طرف پلٹا اور اس جوگی کے سامنے آکر لاٹھی کو گھما کر ''لا الہ الا اللہ'' کی بڑے زور کی ضرب لگائی جیسا کہ قادریہ کے ہاں زور سے ضرب لگاتے ہیں، وہ جوگی تڑپ اٹھا اور بھاگ کر بازار میں گیا کہ لوگو! وہاں باہر ایک مسلا آیا ہے، وہ کہتا ہے ''لا الہ الا اللہ'' سارے بازار میں ''لا الہ الا اللہ'' کا ذکر ہونے لگا، حضرت حاجی صاحب کو کشف سے معلوم ہوا کہ راستہ میں الجھ گیا ہے، فوراً پیچھے کو کھینچا پھر اپنے پاس دہلی میں ایک سال رکھا، فرمایا میں نے نہیں کہا تھا کہ کسی سے الجھیو مت، الحاصل یہ تاثیر ہے اللہ والوں کی صحبت کی کہ اس جوگی نے شرارت کی اور کلمہ طیبہ کی ایک ہی ضرب سے پلٹ گیا، ان کو سلطان باہو اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے ہو کا ورد بہت کمایا تھا، یعنی ''ہو والا بادشاہ'' قادریہ کے ہاں ہو ہو بھی بہت کیا جاتا ہے۔

آپ کو دارالعلوم کا رکن بنانا ھے:

فرمایا حضرت شاہ صاحب کو ہمارے حضرت کے ساتھ بہت لگاؤ تھا، اکثر تشریف لایا کرتے تھے، احقر نے عرض کیا کہ حضرت شاہ صاحب فرماتے تھے، ایک دفعہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ دیوبند تشریف لائے، مجھ سے فرمایا یہ سفر تو میں نے محض اس لئے کیا ہے کہ آپ کو دارالعلوم کا رکن بنانا ہے۔

رَسَوت کا پھول آنکھ کے مرض کیلئے اکسیر ھے:

مسوری پہاڑ پر حضرت اقدس ایک دفعہ تشریف لے گئے، مجھے بھی وہیں بلالیا کہ تو یہیں آجا، سہارنپور پہنچا تو اور ساتھی بھی مل گئے جو حضرت ہی کی خدمت میں جارہے تھے، بعد عصر سیر کو تشریف لے جاتے ہم بھی ساتھ ہو جاتے، حضرت فرماتے کہ رَسَوت کے درخت یہاں بکثرت ہیں، اس کا پھول آنکھ کے امراض کے لئے اکسیر ہے، توڑ کر کھالیا کرو، میں وہاں تیرہ یوم حاضر خدمت رہا، روزانہ کھالیتا، الحمدللہ آنکھ کے امراض سے محفوظ رہا، پہلے انجہاری بہت نکلتی تھی دوبارہ نہیں نکلی، ویسے بھی آنکھ میں درد وغیرہ کبھی نہیں ہوا۔

جمعہ کے لیے مسجد شرط نہیں:

جمعہ بھی وہاں ہی آگیا، فرمایا کہ جمعہ کی نماز کے لئے شہر میں مسجد بھی شرط ہے، احقر نے کہا کہ درمختار میں تو لکھا ہے ''وَتُؤَدّٰی فِیْ مِصْرٍ

وَاحِدٍ بِمَوَاضِعَ مُتَعَدِّدَةٍ" اورفقہاء نے لکھا ہے کہ مسجد شرط نہیں، فرمایا بس ہم تو یہیں پڑھ لیں گے، اذن عام ہونا چاہئے، سوا گر اذان دیدی جائے اور دروازے کھول دیئے جائیں تو جو کوئی چاہے آ کر شریک صلوۃ ہوسکتا ہے، تو بس کافی ہوجائے گا، احقر نے عرض کیا کہ کافی ہے، پھر فرمایا کہ بس تو ہی جمعہ پڑھادے، جہاں حضرت کا قیام تھا دو پہاڑیوں کا اتصال تھا، اس لئے اسے ہل جنکشن کہتے تھے، فرمایا بازار سے دودھ نہیں پینا چاہئے کیونکہ یہاں کے ہندو گائے کا پیشاب ڈال کر دودھ لاتے ہیں، جو نجس ہوتا ہے اور یہ اس کو پوتر جانتے ہیں، جس روز چلنا تھا فرمایا کہ تو آج چلا جا، حافظ عبدالقدیر نے اصرار کیا کہ نہیں حضرت یہ کل کو چلا جائے گا، فرمایا کہ اگر یہ بروقت اسکول میں پہنچ گیا تو میں آپ کی کرامت سمجھوں گا، دوسرے دن فجر کے بعد میں اور چودھری عبدالخالق دونوں چلے، ان کو فرمایا کہ اس کی راستے میں خدمت کرتے جائیو، چودھری صاحب نے واقعی بہت ہی خدمت کی، میر گوہر علی وہاں موٹر چلاتے تھے، دہرہ دون میں قیام تھا، وہ ہمیں اسٹیشن سہارن پور پہنچا گئے؛ لیکن باوجود انتہائی کوشش کرنے کے بروقت رائے کوٹ اسکول نہ پہنچ سکا، یہ حضرت کا کشف تھا۔

یہ تو رسالت کا صاف انکار ہے:

میں نے ایک ماہ کے قریب قیام کیا، روزانہ سیر کو جاتے، بعد نماز عشاء روزانہ میں دیر سے مسجد سے نکلتا تو حضرت اقدس لیٹ چکے ہوتے تھے اور میاں امام الدین کو دعائیں یاد کرواتے تھے، الحزب الاعظم اور دلائل الخیرات کی تمام دعائیں اور درود شریف حفظ تھے، ایک شب بعد نماز عشا جب میں حاضر ہوا تو یہ دعا کہلا رہے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْلَمْتُ وَجْهِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ لَامَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ، اَللّٰهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ" براء بن عازب فرماتے ہیں کہ جب میں دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانے لگا تو میں نے بجائے "وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ" کہنے کے "ورسولک" کہہ دیا، فرمایا "لَا وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ" فرمایا، سبحان اللہ اتنا اہتمام تھا الفاظ مبارک کہ محفوظ کرانے کا، یہ منکرین حدیث کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں یاد کیسے ہوگئیں، فرمایا اللہ تعالی نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو ذہن ثاقب اور حافظہ قوی عطا فرمایا تھا کہ سب کچھ محفوظ ہوجاتا تھا، عبداللہ بن عباسؓ نے ایک دفعہ قصیدہ سن کر سارا سنادیا تھا، حدیث کے انکار سے خود نبی کا اعتراض آتا ہے، نعوذ باللہ من ذلک، یہ تو صاف انکار ہے رسالت کا۔

خود ہی خطبہ پڑھ کر خود ہی ایجاب وقبول کرادیے:

ایک دن فجر کی نماز کے بعد فرمانے لگے تو خطبہ پڑھ کر عبدالوحید کا نکاح کردے، تو ہی ہمارے خاندان کا نکاح خوان ہے، تین روپئے مہر باندھا اور نکاح کردیا، جب کھانا کھانے لگے تو فرمایا کہ ولیمہ کی نیت سے کھاؤ، جب اس لڑکی کا انتقال ہوا، تو مولوی عبدالجلیل کی دوسری ہمشیرہ سے نکاح کردیا، وہی سادگی، فرماتے تھے اگر اس طرح کرلے تو آرام میں رہے، جب میں نے اپنی لڑکی کے نکاح کا ارادہ مولوی عبدالجلیل سے کیا تو فرمایا خود ہی خطبہ پڑھ کر خود ہی ایجاب وقبول کرادے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا، جب اسی روز میں نے حضرت اقدس کی لائل پور سے سرگودھا کو روانگی کے وقت ساتھ ہی لڑکی کو بھی رخصت کردیا تو فرمایا تو نے تو کمال ہی کردیا، میرا تو خیال تھا رخصتی بعد میں کروگے، ہم آج جارہے ہیں، ساتھ ان کو بھی لیتے جائیں گے، بہت دعائیں دیں۔

بعض بزرگوں کا اپنے بارے میں کوئی تعریفی کلمہ کہنا اس کی حسن تاویل:

شطحیات کے متعلق ایک دفعہ ارشاد فرمایا جن بزرگوں کو خوب جانچ پڑتال کرلیا کہ بالکل متبع سنت ہیں اور ظاہراً شریعت کے پابند ہیں، ان سے کوئی کلمہ ایسا نکلے جس سے معلوم ہو کہ اپنا کمال ظاہر کررہا ہے، جلدی نہ کرنا چاہئے، بلکہ تاویل کرے کہ یا تو یہ تحدیث نعمت کے طور پر فرمارہے ہیں یا غلبہ حال پر محمول کیا جاسکتا ہے، بعض بزرگوں سے ایسے کلام ثابت ہیں، ان کو ہمارے اکابر نے اس طرح تاویل کیا ہے، جلدی نہیں فرمائی۔

یکسوئی میں خلل ڈالنا جائز نہیں:

رائے پور میں ظہر کے بعد احقر ذکر کررہا تھا، مولانا عبداللہ صاحب فاروقی اور دو تین آدمی بیٹھے چائے پی رہے تھے اور باتیں بھی کررہے تھے، حضرت اقدس اپنے حجرے مبارکہ سے اٹھ کر میرے حجرے میں تشریف لائے، میں اپنے ذکر میں مشغول تھا، فرمایا کہ جب ایک آدمی ذکر کررہا ہوتو پاس باتیں کرنا اور اس کی یکسوئی میں خلل ڈالنا جائز نہیں، یہ فرما کر دروازہ بند کردیا وہ حضرات باہر تشریف لے گئے۔

خشیت الٰہی میں کمی آگئی ہے:

احقر نے عرض کیا کہ جب ہم شروع میں رائے پور حاضر ہوتے تھے تو ہر شخص اپنے کام میں مصروف نظر آتا تھا اور اب اس کے برعکس ہر شخص ذکر چھوڑ کر دوسروں کو بھی باتوں میں لگاتا ہے، فرمایا پہلے خشیت الٰہی کا غلبہ تھا، اور اب خشیت الٰہی میں کمی آگئی ہے، پھر بھی غنیمت ہے کہ اتنا تو ابھی باقی ہے۔

بس اپنے کام سے کام رکھ:

صوفی عبداللہ صاحب جالندھری مرحوم فرماتے تھے کہ میرے سامنے کسی نے پوچھا شیخ عبدالقادر جیلانی سے سنا ہے کہ کرامات کا بہت صدور ہوا، فرمایا یہ تو علمی مسئلہ ہے کیونکہ شیخ سے کرامات کا صدور کثرت سے ہوا؟ تیرے لئے تو میں ہی شیخ عبدالقادر ہوں، بس اپنے کام سے کام رکھ، تحقیق نہ کرتا پھرے، بزرگوں کی باتیں اونچی ہوتی ہیں، ہمیں تو اگر خدائے تعالیٰ بخش دے تو سب کچھ آ گیا۔

استعداد جتنی ہوگی ترقی اتنی ہی ہوگی:

اگر کسی ایسے شخص سے سنا جو اس کے نزدیک یقین کے قابل ہے کہ آگ گرم ہوتی ہے تو یہ علم الیقین ہے، پھر دور سے آگ کو دیکھ بھی لیا تو یہ عین الیقین ہے اور پھر بالخصوص جب کہ آگ کی گرمی بھی محسوس ہوئی پھر اس میں انگلی رکھ دی، یہ حق الیقین ہے، پھر باز و تمام کا تمام آگ میں داخل کردیا، پھر آگ میں کود گیا پھر آگ ہی ہوگیا یہ یقین کی ترقی ہوئی، جتنی جس کی استعداد ہے اتنی ہی ترقی کرتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا کہ قوم گمراہ ہوگئی تو کچھ نہ ہوا، حالانکہ فرمان خداوندی سنا تھا یقین بھی ہوگیا تھا، لیکن تورات کی الواح نہ پھینکیں، پھر جب آنکھوں سے دیکھ لیا تو الواح بھی پھینک دیں "لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ" مشاہدہ ہوا تو اور غصہ بڑھ گیا اور بھائی کی داڑھی پکڑ لی۔

یقین کہتے ہیں اعتقاد جازم مطابق للواقع کو، اگر صرف یہی مرتبہ ہے تو علم الیقین ہے، اگر اس کے ساتھ غلبہ حال بھی ہے لیکن اس غلبہ حال میں مدرک کو غیر مدرک سے غیبت نہ ہوتو عین الیقین ہے، اگر ایسا غلبہ ہے کہ غیر مدرک سے غلبہ بھی ہے تو حق الیقین ہے۔

شریعت وطریقت اور عارف ومحقق کی تعریف:

شریعت نام ہے مجموعہ احکام تکلیفیہ کا، اس میں اعمال ظاہری اور باطنی سب آ گئے، متقدمین اصطلاح میں فقہ کو اس کا مترادف سمجھتے تھے، جیسا کہ امام ابوحنیفہ سے فقہ کی تعریف یوں منقول ہے "مَعْرِفَۃُ النَّفْسِ مَالَھَا وَمَاعَلَیْھَا" پھر متاخرین کے نزدیک شریعت کا جو جزو اعمال ظاہرہ سے تعلق رکھتا ہے اس کو فقہ کہنے لگے اور جس جزو کا تعلق اعمال باطنہ سے ہے، تصوف کہنے لگے، ان اعمال باطن کے طرق کو طریقت کہنے لگے، پھر ان اعمال باطن سے جو جلا اور صفائی باطن میں پیدا ہو، اس سے جو حقائق کونیہ اعیان اعراض یا حقائق الٰہیہ، صفات فعلیہ بالخصوص معاملات "فِیْمَابَیْنَ اللّٰہِ وَبَیْنَ الْعَبْدِ" ان مکشوفات کو حقیقت کہتے ہیں اور اس انکشاف کو معرفت کہتے ہیں، اس صاحب انکشاف کو عارف اور محقق کہتے ہیں، لہٰذا یہ سب امور شریعت ہی سے متعلق ہیں، یہ جو عوام میں مشہور ہوگیا کہ شریعت صرف ان ہی امور کو کہتے ہیں جو متعلق باحکام ظاہرہ ہیں، یہ اصطلاح کسی عالم دین سے منقول نہیں ہے اور عوام اس سے مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں اور وہ اعتقاد کرتے ہیں کہ تنافی بین الظاہر والباطن ہے، حضرت شمس تبریزی فرماتے ہیں:

شریعت را مقدم دار اکنون
طریقت از شریعت نیست بیرون

(جب تو نے سلوک میں قدم رکھا ہے، تو ہر امر میں شریعت کو مقدم

رکھنا چاہئے، طریقت کوئی الگ چیز ہرگز نہیں ہے) احقر نے عرض کیا کہ حضرت شاہ صاحب فرماتے تھے کہ معاملہ "فیما بین اللہ وبین العبد" کو دیانت کہتے ہیں، جو صاحب دیانت ہے وہ متدین کہلاتا ہے، باقاعدگی سے جب بندہ ذاکر ہوجاتا ہے تو باری تعالی اپنا تعارف کراتے ہیں مثلاً رقت کا پیدا ہونا، خواب اچھے آنا، آخرت کا فکر لگ جانا وغیرہ، فرمایا کہ مآل (انجام) سب کا ایک ہی ہے، حضرت شاہ صاحب فرماتے تھے کہ امام بخاری نے صحیح بخاری کو "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" سے شروع فرمایا، اس میں اشارہ ہے کہ جو بات پیغمبر برحق فرمائیں گے، اس میں اخلاص ہی اخلاص ہے، لہٰذا امت کو بھی پہلے نیت صاف کر لینا چاہئے کہ ظاہر اور باطن ایک ہوجائے متحد اور متفق ہوجائے، بہت خوش ہوئے۔

انبیاء علیہم السلام کیلئے پہلے عروج ہوتاہے پھر نزول:

ایک دفعہ لائل پور مسجد انوری سنت پورہ میں علماء صلحاء کا مجمع تھا، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بھی آئے ہوئے تھے اور مولانا ابراہیم میاں چنوں والوں سے "وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗ" کے متعلق یہ سوال کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسے ہی تمام انبیاء علیہم السلام آسمان سے تو اترے نہیں تھے، آسمان سے کتابوں کے نزول کا ذکر تو آتا ہے، پھر اس آیت میں ''اور اتباع کیا انہوں نے اس نور کا جو آپ کے ساتھ اترا'' اور "کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْکِتَابَ" میں ''انزل معهم الکتاب'' اور ان کے ساتھ کتاب اتاری، سے معلوم ہوا کہ انبیاء کہیں اونچے مقام سے آتے ہیں، کتاب تو لوح محفوظ ہی سے انبیاء پر اتاری گئی، اس شبہ کو حل فرمائیے، مولانا محمد ابراہیم صاحب تو شاہ صاحب کے اس سوال کو حل نہ کر سکے، پھر حضرت اقدس نے تقریر فرمائی، اس وقت جو لطف اہل علم لے رہے تھے وہ بھولے گا نہیں، فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام میں پہلے عروج ہوتا ہے، پھر نزول ہوتا ہے، جب نزول ہوتا ہے تو ان کو خلق اللہ کی رہنمائی کے لئے بھیجا جاتا ہے، جب یہ شان ہوتی ہے تو انبیاء علیہم السلام مخلوق کے ساتھ ربط پیدا فرماتے ہیں، علماء فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول نہایت کامل اکمل تھا، اسی لئے بے شمار خلق اللہ کو ہدایت بھی ہوئی "وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا" اور آخرت میں "اِنِّی مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ" فرمایا ہے، چنانچہ صحابہ سے رشتہ داریاں اسی سلسلہ کی کڑی ہیں، حضرت علی سے حضرت فاطمہ کا نکاح کر دینا اور ذی النورین سے دو صاحبزادیوں کا نکاح یکے بعد دیگرے فرمادینا، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم کی صاحبزادیوں سے نکاح فرمالینا، اس سے یہی مطلب ہے کہ باہمی بے تکلفی ہوجائے، اور مناسبت سے بھی زیادہ ہی فیضان ہوتا ہے، اور عبداللہ بن مسعود سے چونکہ علم قرآن وحدیث بہت ملتا تھا تو حدیث میں آتا ہے کہ ہم لوگ ان کو اہل بیت میں سے گنتے تھے، ان کا آنا جانا بے تکلف تھا، اور خود فرمایا جو قرآن سیکھنا چاہے تو عبداللہ بن مسعود ہی سے سیکھے، اور حضرت بلال کو مہمانوں کا انتظام سپرد فرمانا اور "اَنْفِقْ اَنْفِقْ یَا بِلَالُ وَلَاتَخْشَ عَنْ ذِی الْعَرْشِ اَقْلَالًا" بے تکلف فرمانا، اور ازواج مطہرات سے مختلف عمروں میں نکاح فرمالینا کہ امت کو پورا کامل دین پہنچنے کا بندوبست ہوجائے، اسی واسطے حضرت عائشہ صدیقہ سے نصف علم دین امت کو پہنچا کہ خلفائے راشدین بھی ان سے مشورہ کرتے تھے اور مسائل کے متعلق سوالات کیا کرتے تھے اور حضرت اسامہؓ سے بغایت شفقت فرمانا کہ غلام کا بیٹا ہو کر اس کے دل میں نہ رہے کہ میں ہی کم درجہ کا آدمی ہوں، اسی احساس کمتری کو دور فرمایا اور ان کو سپہ سالار بنایا، حضرت بلالؓ کو موذن بنایا، حضرت انسؓ سے بے تکلفی فرمانا اور ان کے لئے دعائیں کرنا، عروج اصطلاح صوفیہ میں "هُوَ الْاِنْخِلَاعُ عَنْ صِفَاتِ الْبَشَرِیَّةِ وَالتَّلَبُّسِ بِالصِّفَاتِ الْمَلَکِیَّةِ" اس کو سیر فی اللہ والی اللہ بھی کہتے ہیں، اور مقام نزول انخلاع تمام کے بعد صفات بشریہ کا لباس پہن لینا، اس کو مقام تکمیل اور دعوت خلق الی اللہ اور سیر من اللہ کہتے ہیں۔

سیرت وسوانح

مفکر اسلام حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی حسنی ندویؒ ایک مختلف الجہات شخصیت

مولانا غیاث الدین دھامپوری خادم جامعہ عربیہ ہتھوراباندہ

داعی اسلام قد آور مختلف النوع خصوصیات کے حامل، ایک مرد آہن، عالم ربانی، امام العصر، جلیل القدر مصلح، گوہر نایاب، دعوت وعزیمت کے امام، توحید وسنت اور منہج سلف صالحین کے علمبردار، داعی الی اللہ، صاحب طرز انشاپرداز ادیب، مسلمانان ہند کی ذہنی وفکری تحریکوں کے روح رواں، اسلام واسلامی اقدار کے تحفظ وبقاء کیلئے قلندرانہ عزم وثبات کا آہنی مجسمہ، عالمی پیمانہ پر اسلامی عظمت ووقار، مسلمانوں کی عزت وسربلندی کا داعی، صاحب فضل وکمال نابغۂ روزگار مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں حسنی ندویؒ کی ہشت پہلو شخصیت نے مثل آفتاب سارے عالم کو منور کیا، آپ نے ایسے خاندان میں آنکھیں کھولیں جس کے علم وفضل کا ہر چہار جانب شہرہ تھا علوم ومعرفت کی روحانی فضا میں تعلیم وتربیت ہوئی ایسی تربیت کہ عنفوان شباب ہی سے زبان وقلم سے عقل وخرد کے شہ پارے جھڑنے لگے، اللہ نے ایسی توفیق ومواقع عنایت فرمائے کہ آپ کی علمی وتصنیفی شہرت سرحدوں کو پار کرگئی، تصنیف وتالیف کے راستے سے مولانا کی دعوتی سرگرمیاں ''عیاں راچہ بیاں'' کا مصداق ہیں، حضرت مولانا کی تصنیفات وتالیفات عربی، اردو، ہندی، انگریزی اور دیگر زبانوں میں بہت زیادہ ہیں جنکی تفصیلات کے سلسلہ میں مجلس تحقیقات ونشریات کی فہرست ملاحظہ کی جاسکتی ہے، آپؒ کی مؤقر کتابوں میں ''سیرت سیّد احمد شہیدؒ، تاریخ دعوت وعزیمت، ارکان اربعہ، نقوش اقبال، نبی رحمت، حیات عبدالحئی، ہندستانی مسلمان ایک نظر میں، مطالعہ قرآن اور اسکے اصول ومبادی، منصب نبوت اور اسکے عالی مقام حاملین، کاروان مدینہ، سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ، سوانح حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ، قادیانیت، المرتضیٰ، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، دستور حیات، کاروان ایمان وعزیمت، پرانے چراغ، اسفار کی روداد اور پیام انسانیت'' پر متعدد کتابیں، خطبات مفکر اسلام ۶ / حصے اور مقالات مفکر اسلام ۲ / حصے نیز آپ کی خودنوشت سوانح قابل ذکر، قابل دید اور لائق مطالعہ ہیں قلم کے دھنی اس عظیم مفکر کے قلم سے سب سے پہلی تصنیف عربی میں ''ترجمۃ الامام السید احمد شہیدؒ'' کے عنوان سے ایک رسالہ کی شکل میں صرف ۱۶/ سال کی عمر میں منظر عام پر آئی حضرت علی میاںؒ کی تصانیف کے ذریعہ جو فکری اور روحانی خلا پر ہوا ہے وہ محتاج بیان نہیں، آپ کی تحریروں میں غالب، مؤمن، میر، فیض اور جگر، کے اشعار چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں، آپکی تحریریں فکشن کے سارے تشکیلی وترکیبی عناصر موجود ہیں حقیقت یہ ہے کہ مولاناؒ کی تالیفات دعوت اسلامی اور ثقافت اسلامی کے میدان میں بنیادی مراجع ومصادر کی حیثیت رکھتی ہیں تعلیمی وتربیتی، صحافتی ومعاشرتی علمی وفکری، سیاسی واقتصادی تمام میدانوں میں مولانا کی دعوتی سرگرمیوں اور خدمات کا وسیع دائرہ پھیلا ہوا ہے حضرت مولاناؒ کا گھرانا ہمیشہ علماء ومصنّفین کا گہوارہ رہا ہے آپ کے والد ماجد خود ایک عظیم مؤرخ ومصنف تھے یہی آبائی اثر اور والد صاحب کا ذوق وشوق حضرت مولانا پر سایہ فگن تھا۔

اکابرین کی جانب سے اعلیٰ خطابات:

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی حسنی ندویؒ عالم اسلام کی وہ مایہ

ناز شخصیت تھی جن کو اللہ تعالیٰ نے گوناگوں خصائص وکمالات اعزازات سے نوازا تھا حضرت مولانا رائے بریلی کے حسنی قطبی سادات کے اس عظیم خانوادہ کے دریکتا اور فرد فرید تھے جو علم وفضل، زہد وتقوی، ریاضت وعبادت، صبر وتوکل، طہارت واخلاق، پاکیزہ عمل، خداترسی، پاکبازی، اور جذبۂ دعوت واصلاح اور جہاد فی سبیل اللہ میں صدیوں سے شہرت وامتیاز کا متحمل ہے حق تعالیٰ شانہ نے حضرت مولانا کو جن فطری خصائص وکمالات اور امتیازی خصوصیات سے سرفراز فرمایا تھا انکا احاطہ دشوار ہے آپ کی ہشت پہلو شخصیت کی جامعیت اور ہمہ گیریت ہی تو تھی جسکی وجہ سے اکابرین نے آپ کو اعلیٰ القابات سے سرفراز فرمایا، مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کے قلم نے آپ کو ''ستاروں کے جھرمٹ میں آفتاب'' کے نام سے نوازا، قطب الارشاد حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ نے ''سیدی ومولائی'' جیسے الفاظ سے خطاب کیا، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ نے اپنے'' حقیقی بیٹے سے زیادہ محبوب'' ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کردیا، مولاناؒ کو ''ستارۂ ہند'' کا اعزاز پیش کر کے قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ نے اپنے لئے باعث افتخار سمجھا، حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلویؒ نے ''مجموعہ حسنات'' جیسے الفاظ ارشاد فرمائے، حضرت مولانا مفتی شفیع عثمانی صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان نے آپ کو ''موفق من اللہ'' فرمایا، مولانا یوسف بنوری صاحبؒ نے ''آیت من آیت اللہ'' جیسے الفاظ سے ملقب فرمایا، بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ نے ''مخدوم ومحترم سیدی وسید عالم دام مجدکم'' جیسے الفاظ سے مخاطب کیا، امام حرم وخطیب عرفات شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ نے کہا کہ مولانا علی میاں ندویؒ ایک مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے آپ کو ''مجمع الکمالات'' کا خطاب دیا، حضرت تھانوی کی محتاط ومعتدل شخصیت سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا شخص بھی بخوبی جانتا ہے کہ حضرت کے یہاں محض رسمی طور پر یا تکلفاً القاب اور اعزاز واعتراف کا رواج نہ تھا اور القاب وخطابات کا بے جا استعمال نہیں فرماتے تھے، ایک ۱۹ رسالہ نوجوان (علی میاںؒ) کو مجمع الکمالات لکھنا بہت بڑا اعزاز اور بڑی باوقار سند ہے اور بجائے خود حضرت تھانویؒ کی کمال فراست کی دلیل ہے، شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کو تو آپ کی ذات سے محبت وانسیت کے ساتھ ناز وافتخار کا بھی تعلق تھا، حضرتؒ کی علمی عظمت، فکری بصیرت، سیاسی تدبر، جزبۂ حب الوطنی، قومی وملی درد کے احساس نے انکی مقبولیت کو قومی وبین الاقوامی سطح پر عام کردیا حضرت مولاناؒ کی زندگی کا ہر پہلو مکمل اور اکمل ہے لیکن آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ کو تمام اکابرین کے یہاں عزت واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، نیز تمام اکابرین آپکی تبحر علمی ہمہ دانی زیرکی، گیرائی وگہرائی کے قائل تھے۔

حضرت مفکر اسلامؒ کی تبلیغی جماعت سے وابستگی:

مولانا نے اپنے زمانے کی مختلف اسلامی تحریکات میں بھی حصہ لیا ۱۹۳۹ء میں مولانا سیّد ابوالحسن ندویؒ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے زیر اثر آئے اور آپ سے روحانی وابستگی کے بعد آپ دعوت وتبلیغ میں منہمک ہوگئے اور انہوں نے تبلیغی جماعت کی سرگرمیوں میں بڑے پیمانے پر حصہ لیا، وہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی جماعت اسلامی میں بھی شریک رہے، مگر جلد ہی انہوں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کرلی، مولانا الیاسؒ کے جذبۂ دعوت، سوز دروں، اور دل دردمند نے آپ کو بہت متأثر کیا جیسا کہ مولانا کی کتاب'' مولانا محمد الیاس اور انکی دینی دعوت'' میں دیکھا جاسکتا ہے، حضرت مولانا نے اسی میخانے سے عرفان محبت کا جام پیا اور پوری ملت کا دردوغم اور اصلاح کی فکر کو لیکر نکلے، تبلیغی جماعت کیلئے آپکی بے لوث خدمات نہ صرف مسلم ہیں بلکہ مولانا محمد الیاسؒ نے حضرت کو جماعت کی روح قرار دیا ہے، ارشاد فرمایا کہ آں محترم کی توجہات عالیہ سے تبلیغ کو جس قدر نفع پہنچا ہے ابتک لگنے والوں میں سے کسی سے نہیں پہنچا، اللہ تعالیٰ آپ کی مخصوص توجہات کو اس طرف اور زائد سے زائد مبذول فرمائے، آپ کی تشریف آوری کا انتظار ہے توجہات عالیہ اور دعوات صالحہ کا امیدوار ہوں، مولانا محمد الیاسؒ کے دل

میں مولانا علی میاںؒ کی محبت، عزت اور انسیت بجا طور پر جاگزیں تھی، خود حضرت مولاناؒ نے پوری اخلاقی جرأت کے ساتھ اس حقیقت کا برملا اعتراف کیا ہے کہ میری زندگی کے دو بڑے موڑ ہیں جہاں سے زندگی نے نیا راستہ اختیار کیا پہلا موڑ جب مولانا احمد علی صاحبؒ سے تعلق پیدا ہوا، دوسرا موڑ اس وقت آیا جب خدا نے مولانا محمد الیاسؒ کے پاس پہنچایا۔

حضرت مولانا علی میاںؒ ہندستانی سیاست کے تناظر میں:

مولاناؒ نے دینی وملی مسئلہ میں کبھی کسی سیاسی پارٹی سے سمجھوتا نہیں کیا، صحیح موقف سامنے آیا تو اس کی تعریف کی اور غیر صحیح بات پر کھلی تنقید کی، چنانچہ جب کانگریس نے ایمرجنسی لگائی تو اسوقت مولانا علی میاںؒ نے کانگریس کے اس موقف کی کھل کر تنقید کی کانگریس حکومت نے نسبندی کے قانون پر عمل درآمد کے تعلق کے سلسلہ میں بڑی بے رحمی اور شدت سے کام لیا، مظفرنگر اور سلطانپور میں وحشیانہ طریقہ پر اس پر عمل کیا گیا احتجاج کرنے والوں یا راہ فرار اختیار کرنے والوں کو اذیت پہنچائی گئی اور نس بندی کے معاملہ میں جو ظلم وزیادتی حکومت کانگریس کی طرف سے سامنے آئی مولاناؒ نے اسکے خلاف کھل کر آواز اٹھائی ایمرجنسی کے خاتمہ پر ۱۹۷۷ء کا الیکشن کانگریس کیلئے بڑا ہی منحوس ثابت ہوا اور بقول مولانا علی میاں ندوی ''انتخاب کا نتیجہ وہی نکلا جسکی توقع کی جاتی تھی اور جو ایمرجنسی اور نس بندی کے اجراء کا قدرتی ردعمل تھا'' جہاں تک کانگریس کا تعلق ہے، وہ ملک کی آزادی کے بعد واحد برسراقتدار پارٹی چلی آرہی تھی اور علی الرغم اسکی حمایت پر باشندگان ملک کو مجبور ہونا پڑتا تھا۔

بالآخر ۱۹۷۷ میں وہ اقتدار سے محروم ہوئی مگر پھر جلد ہی ۱۹۸۰ء میں واپس آگئی لیکن یہ پارٹی اب وہ پارٹی نہیں رہی تھی جس کے نظریات ملک کی آزادی کے وقت فرقہ وارانہ ہم آہنگی، عدم تشدد، عدم منافرت کے تھے اور سبھی باشندگان ملک کے ساتھ شانہ بشانہ چلنے کے تھے، مولاناؒ ہندستانی اہل اقتدار سے ملتے تو انکو بھی اعلیٰ انسانی اقدار اختیار کرنے کی اور ملک وقوم کی خیرخواہی کرنے کی تلقین کرتے تھے انہوں نے آنجہانی اندرا گاندھی کے دور اقتدار میں ان کو نصیحت کی کہ عوام کے ساتھ سختی کے بجائے نرمی اور رعایت کا معاملہ کریں، آنجہانی راجیو گاندھی کے دور اقتدار میں ان کو نصیحت کی کہ ہندوستان مختلف مذہب کا گہوارہ ہے ہر مذہب والے کو اپنے مذہب کی ہدایات پر عمل کرنے کی سہولیات کو برقرار رکھا جائے، آنجہانی وی پی نرسمہا راؤ کے دور اقتدار میں ان سے ملاقات پر ان کو یہ توجہ دلائی کہ آپ لوگ ملک میں نکلئے اور لوگوں کو اعلیٰ اخلاق اختیار کرنے کی تلقین کیجئے، وزیر اعظم اٹل بہاری باجپئی مولاناؒ کی آخری علالت میں انکی مزاج پرسی کے لئے آئے تو اسوقت جبکہ مولاناؒ کو بولنے میں بھی دقت ہو رہی تھی یہی کہتے رہے کہ واجپئی جی ملک کو بچایئے ملک بڑے خطرے میں ہے وزیر اعظم وی پی سنگھ کو بھی مولاناؒ نے بار بار بڑے ناصحانہ مشورے دئے تھے، ہندستان کی سب سے بڑی ریاست یوپی کے وزراء اعلیٰ، گورنر صاحبان، اسپیکر اور دیگر وزراء صاحبان مولاناؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو مولانا ان سب کے سامنے اپنی بات ضرور رکھتے اور تعمیری کاموں کی طرف توجہ دلاتے ہندستانی سیاست کے تناظر میں دیکھا جائے تو مولاناؒ ایک غیر جانب دار شخصیت کے طور پر نظر آتے ہیں، البتہ جنگ آزادی میں وہ کانگریس کے نظریہ کے حامی اور مؤید رہے کانگریس کے بڑے لیڈران سے انکے ذاتی روابط بھی تھے مثلاً مولانا ابوالکلام آزادؒ، ڈاکٹر ذاکر حسین سابق صدر جمہوریہ ہند جو انکے بڑے قدرداں تھے، حضرت مولاناؒ کا در ہر پارٹی کے لئے کھلا تھا جو بھی آتا مولاناؒ اسکو نصیحتوں سے نوازتے۔

کلید بردار کعبۃ اللہ شریف مولانا علی میاںؒ:

خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد کے بعد مولاناؒ عالم اسلام کی دوسری وہ مایہ ناز، فخر عہد عظیم المرتبت شخصیت تھی جن کو خانہ کعبہ کی کنجی دی گئی، مولاناؒ کو ملنے والے اس اعزاز سے عالمی برادری میں ہندستان کا سر افتخار بھی بلند ہوا، ۱۹۸۰ء میں خدمت اسلام کے سلسلہ میں مولاناؒ فیصل

ایوارڈ سے نوازے گئے، حضرت مولاناؒ کو متعدد مرتبہ بیت اللہ شریف میں داخلہ کا شرف حاصل ہوا، غسل کعبہ کے موقع پر بھی انکو خصوصیت سے مدعو کیا گیا، مگر وہ بڑا شرف جسے خود مولی نے دنیا کا سب سے بڑا اعزاز کہا انہیں ۱۹۹۶ء کے سفر حجاز کے موقع پر حاصل ہوا، جب اس وقت کے کلید بردار خانہ کعبہ شیبی صاحب نے کلید کعبہ انکے حوالہ کی اور کعبہ مشرفہ کا دروازہ کھولنے کا اشارہ کیا اور آپ نے یہ مبارک عمل انجام دینے کی سعادت حاصل کی، بعض ارباب بصیرت وعلم ودانش نے مولانا کو اسی مناسبت سے شیخ الحرم وشیخ الکعبہ کا خطاب بھی دیا، یہ خبر ہندستان کے اردو وانگریزی اخبار میں بھی شائع ہوئی، اس وقت آپ کی شہرت چہاردانگ عالم میں پھیل چکی تھی، مولاناؒ کو بعد از وفات مزید یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ اس وقت کے فرماں روائے سعودی عرب خادم الحرمین شریفین امام حرم شیخ محمد بن عبداللہ السبیل کو اشارہ ہوا کہ رمضان المبارک کی ۲۷ ویں شب کو، کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی، دونوں جگہ نماز جنازہ غائبانہ ادا کرائی جائے، چنانچہ دونوں جگہ بعد نماز عشاء مولانا علی میاںؒ کا پورے احترام وعزت کے ساتھ انکے علمی ودینی مقام کا لحاظ کرتے ہوئے نام لیا گیا اور حرمین شریفین کے مناروں سے انکا نام بلند ہوا اور نماز ادا کی گئی۔

مولانا علی میاںؒ اور مسلم پرسنل لا بورڈ کی قیادت:

آزاد ہندستان میں دستور کی دفعہ (۲۵) اور (۲۶) کے ذریعہ مسلم پرسنل لاء کو قانونی تحفظ دیا گیا لیکن دستور میں بعض ایسی دفعات بھی شامل کر دی گئیں جن سے مسلم لاء پر ضرب پڑتی تھی یعنی اندرون خانہ (یکساں سول کوڈ) کی راہ ہموار کرنے کی کوشش کی گئی جس کے بعد مسلم پرسنل لاء پر خطرے کے بادل منڈلانے لگے مزید شدت اس معاملہ میں اسوقت آگئی جب اس وقت کے وزیر قانون، مسٹر پاٹسکر نے یہ فتنہ کھڑا کیا کہ ہندو قانون میں جو اصلاحات کی جارہی ہیں وہ مستقبل قریب میں ہندستان کی تمام آبادیوں پر نافذ کی جائے گی جب فسطائی ذہنیت نے ملک میں ایسے حالات پیدا کردئے تو علمائے کبار، اصحاب فکر ونظر، مسلم قانون داں حضرات نے برائے تحفظ مسلم پرسنل لاء مولانا منت اللہ رحمانیؒ کی تحریک پر ارباب فضل وکمال کی ایک نمائندہ مجلس دارالعلوم دیوبند میں طلب کی گئی جس میں یہ طے ہوا کہ ممبئی میں مسلم پرسنل لاء کے نام سے ایک کنونشن بلایا جائے، لہٰذا ۱۹۷۲ء میں ممبئی میں اسی کنونشن کے نتیجہ اور حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ کی فعال قیادت میں مسلمانوں کا سب سے جامع اور ہمہ گیر اجتماعی پلیٹ فارم آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا قیام عمل میں آیا اور ۱۹۷۳ء میں بورڈ کا دوسرا اجلاس حیدرآباد میں ہوا جس میں ہر طبقہ کے نمائندوں پر مشتمل ۱۵۱ افراد کی ایک مجلس تشکیل دی گئی اس میں قاری طیب صاحبؒ کو صدر بنایا گیا اور مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ کو بورڈ کا جنرل سکریٹری منتخب کیا گیا، بورڈ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا کہ اچانک بورڈ کے صدر حضرت مولانا قاری طیب صاحبؒ کے انتقال کا حادثہ پیش آگیا بورڈ کے جنرل سکریٹری مولانا منت اللہ رحمانیؒ اس عظیم سانحہ سے بہت متأثر ہوئے، چنانچہ انہوں نے ۱۹۸۳ء کو بورڈ کا اجلاس مدراس میں طلب فرمایا اور اس منصب جلیل کیلئے مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کا نام پیش کیا مجمع میں موجود ہر جماعت اور ہر طبقہ ومسلک کے عمائدین اور ارباب بصیرت نے پرزور انداز میں مولاناؒ کے نام کی تائید وحمایت کی لہٰذا اتفاق رائے سے مولاناؒ کو بورڈ کا صدر منتخب کرلیا گیا حضرت مولاناؒ نے مسلم پرسنل لا بورڈ کا ساتواں اجلاس ۱۹۸۵ء کو کلکتہ میں طلب فرمایا دسواں اجلاس ۱۹۹۱ء کو دہلی میں اور بارہواں اجلاس احمدآباد میں اور ۱۹۹۵ء میں تیرہواں اجلاس ممبئی میں منعقد ہوا، مولانا علی میاںؒ کے عہد صدارت میں بورڈ کے طریقہ کار اور دائرہ عمل میں بڑی وسعت ہوئی مولانا کی سرپرستی اور امیر شریعت بہار واڑیسہ مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ کی رہنمائی میں بورڈ کے ممتاز فقہاء کرام کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور تدوین کا کام کیا گیا مولانا کی حکیمانہ قیادت سے مسلم پرسنل لا بورڈ کو نئے افق اور نئی وسعتیں عطا ہوئی بورڈ کے جتنے بھی صدور منتخب ہوئے افکار ونظریات کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مربوط اور ہم آہنگ

رہے لیکن بورڈ کے دوسرے صدر مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کو عالمی سطح پر جو جو شہرت حاصل ہوئی وہ کسی اور کے حصہ میں نہ آئی بورڈ کا صدر منتخب ہونے کے کچھ عرصہ بعد ۱۹۸۵ میں سپریم کورٹ نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۲۵ کا سہارا لیکر شاہ بانو کیس میں مسلم مطلقہ عورت کو تا نکاح ثانی شوہر پر نفقہ لازم قرار دینے کا انتہائی جارحانہ فیصلہ دیدیا جو کہ قانون شریعت کے بالکل مخالف تھا لہٰذا بورڈ کے علماء وقائدین نے ان دونوں حضرات کی رہنمائی میں پورے ملک میں منظّم تحریک چلائی آخر کار مولانا علی میاںؒ کی دانشمندانہ وجرأت مندانہ اور مدبرانہ قیادت اور مولانا منت اللہ رحمانیؒ کہ مذہبی وسیاسی بصیرت، دور اندیشی، اصابت رائے، اور اقدامی صلاحیت کے نتیجہ میں حکومت نے ۱۹۸۶ء میں قانون حقوق مسلم مطلقہ پاس کر کے سپریم کورٹ کے فیصلہ کو رد کیا، بہر حال آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ سے مولانا علی میاںؒ نے مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد کی کوشش کی یونیفارم سول کوڈ کے خلاف سعی کی، وندے ماترم کے خلاف نعرہ لگایا، شاہ بانو کیس میں عدالت کے خلاف چیلنج کیا یہ اوران جیسے متعدد کارہائے نمایاں انجام دینا گویا مولاناؒ ہی کا حصہ تھے، قصہ مختصر یہ کہ مولانا کی شخصیت اپنے اندر بہت ہی جامعیت رکھتی تھی۔

مولانا علی میاںؒ کا دعوتی مشن خدمات اعزازت واتحاد مسلم:

۱۹۳۵ میں مولانا علی میاںؒ نے ڈاکٹر امبیڈکر کو دعوت اسلام دیکر اپنے دعوتی مشن کا آغاز کیا ۱۹۶۴ میں آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کی تشکیل کی اس پلیٹ فارم سے مولانا نے سرکردہ ملی قائدین کے ساتھ پورے ملک کا دورہ کیا، ۱۹۷۴ میں تحریک ''پیام انسانیت'' کا آغاز اپنے دست مبارک سے شہر الہ آباد سے کیا، اسی طرح دینی فکرمندی کے پیش نظر حضرتؒ نے ۱۹۵۹ میں ''دینی تعلیمی کونسل'' کا قیام فرمایا جسکی بدولت پورے برّصغیر میں دینی تعلیم عام ہوئی اور ادب کی بگڑی ہوئی صورتحال دیکھ کر ۱۹۸۴ میں ''رابطۂ ادبِ اسلامی'' کی داغ بیل ڈالی ۱۹۵۹ میں آپنے لکھنؤ میں ''مجلس تحقیقات ونشریات اسلام'' کی بنیاد رکھی جو آج اردو، ہندی، انگریزی کی گراں قدر مطبوعات کی کثرت کی وجہ سے اپنی مثال آپ ہے ۱۹۳۴ میں عالمی شہرت یافتہ اسلامی ادارہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں بحیثیت استاد تفسیر وحدیث وعربی تقرر ہوا ۱۹۵۳ میں معتمد ندوہ، ۱۹۶۰ میں نائب ناظم امور اور ۱۹۶۱ میں ندوہ کی مجلس انتظامیہ نے متفقہ طور بحیثیت ناظم اعلیٰ آپکا انتخاب کیا اسلام کا پیغام، دینی حمیت کی تحریک، اور پیام انسانیت، اسی جذبۂ دعوت نے آپ کو ملک در ملک شہر بشہر، قریہ بقریہ، گھمایا اور اپنی تصنیفات کے ذریعہ اپنا پیغام پورے عالم میں پہنچایا، مولاناؒ اتحاد ملت کے لئے بے چین اور اصلاح امت کے لئے بیقرار رہتے تھے، مولانا اتحاد ملت اسلام کی بنیادوں پر چاہتے تھے وہ باطل سے سودا کر کے نام نہاد اتحاد ملت سے بے زار تھے مجموعی طور سے حضرتؒ نے مشرق ومغرب، عرب وعجم میں مسلسل اسلام کی دعوت کا صور پھونکا ہے، مولانا کو حکومتوں کی طرف سے بھی اعزازات سے نوازا گیا۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ۶ رمحرم الحرام ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۳ کو تکیہ رائے بریلی کے افق سے ظاہر ہو کر آفتاب ومہتاب بنکر چمکے اور ۲۲ ررمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۳۱ ردسمبر ۱۹۹۹ء کو فضل وکمال کا یہ روشن آفتاب بروز جمعہ سورۂ یاسین کی گیارہویں آیت کی تلاوت کرتے ہوئے ہمیشہ کیلئے روپوش ہوگیا، یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ جس کمرے میں مولانا کی ولادت ہوئی اسی کمرے میں سفر آخرت کے لئے غسل دیا گیا، مولانا کی وفات کا نقشہ مندرجہ ذیل اشعار میں جھلکتا ہے۔

بائیس ماہ رمضان مبارک جمعہ کا دن
بعد زوال پورا ہوا باصفا کا دن
قرآن پڑھتے پڑھتے وہ خاموش ہوگیا
جا کے خدا کے سائے میں روپوش ہوگیا

❁❁❁❁

صفات مؤمن

اسلام کا تصور جہاد اور مومنین کی صفات

مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی مالیر کوٹلہ پنجاب

اسلام میں جہاد کا تصور:

اسلام میں جہاد اور جنگ کا تصور سب سے الگ ہے، جنگ نہ تو مادی فائدوں کیلئے ہے اور نہ ملک گیری کے لئے بلکہ جنگ کا مقصد اس زور اور قوت کو توڑنا ہے جس کے بغیر آزادی باقی نہیں رہ سکتی، کوئی اسلام قبول کرے یا نہ کرے یہ اس کا اپنا ذاتی معاملہ ہے لیکن اگر وہ دین حق میں آنا چاہتا ہے تو کوئی قوت اس کی آزادی کو روکنے والی نہ ہو، اس لئے جنگ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے نہیں ہے بلکہ ان رکاوٹوں کو دور کرنے کیلئے ہے جو لوگوں کی آزادی پر پہرے بٹھانے کے لئے کھڑی کی جاتی ہیں، اسلام میں فکری اور ذہنی آزادی کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ پہلے انسانوں کو فکری طور پر غلام بنایا جاتا ہے اور پھر یہ ذہنی غلامی، مادی سیاسی اور معاشی غلامی میں بدل جاتی ہے، اس لئے اسلام میں جہاد ایک مقدس فریضہ ہے اور مجاہد اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے انسانی آزادی کا تحفظ کرتا ہے۔

مومنین کی صفات:

سورۂ انفال کی دوسری اور تیسری آیات میں مومنین کی صفات بیان کی گئی ہیں، فرمایا کہ سچے مومنوں کی شان یہ ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کا حکم بیان کیا جاتا ہے تو ان کے سر فرماں برداری کے لئے جھک جاتے ہیں، اللہ کے کلام کی عظمت سے ان کے دل لرز جاتے ہیں، اللہ کا کلام سن کر ان کے ایمان میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے، سچے مؤمن اللہ اور اس کے رسول کی باتیں ماننے کے لئے ہمہ تن تیار رہتے ہیں، وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام میں یہ تفریق نہیں کرتے کہ جو حکم دل کو بھائے اس پر عمل کر لیں اور جس پر عمل کرنے کے لئے آمادگی نہ ہو اس کو چھوڑ دیں بلکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے ایسے سرشار ہوتے ہیں کہ ہر حکم پر عمل کرنے کیلئے پوری طرح تیار رہتے ہیں، سچے مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں نہ کہ دنیا کے مال ومتاع پر، مؤمنین صادقین کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں، اس عظیم الشان فریضے کا پورا اہتمام کرتے ہیں، خشوع وخضوع کے ساتھ اس کو ادا کرتے ہیں، عبادت ان کی زندگی کا محور اور مرکز ہوتی ہیں نہ کہ زندگی کا اور اس کی سرگرمیوں کا صرف ایک ضمیمہ اور جزو، جانی عبادت کے ساتھ وہ مالی عبادت کے لئے بھی آمادہ رہتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے مال کو خوشی خوشی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، اللہ کے راستے میں دیتے ہوئے نہ ان میں تنگ دلی ہوتی ہے اور نہ کاہلی اور سستی بلکہ وہ اس بات پر اپنے پروردگار کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم پر نوازش کی اور ہمیں توفیق عطا کی۔

سورۂ انفال کی چوتھی آیت اس مضمون پر ختم ہوتی ہے کہ یہی لوگ صحیح معنی میں مومن ہیں اور ان کیلئے پروردگار کی طرف سے بلند درجات ہیں، ان کے جذبۂ اطاعت کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان کی کوتاہیوں سے درگذر فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ بندے کی خدمات جس اجر کی مستحق ہوتی ہیں ان سے کچھ زیادہ ہی وہ اپنے فضل سے عطا فرماتے ہیں۔

قرآن حکیم کی آٹھویں سورت سورۂ انفال غزوۂ بدر (۲ر ہجری ۶۲۴ء) کے بعد نازل ہوئی، اس میں جنگ اور جنگ کے بعد کے حالات کا جائزہ لیا گیا ہے اور اہل ایمان کو آگاہ کیا گیا ہے کہ مال غنیمت تمہارے لئے کوئی بڑی چیز نہیں ہے یہ تو اللہ کا بخشا ہوا انعام ہے، اصل چیز اس نظام عدل کا قیام ہے جس میں حریت انسانی اور دین و دنیا کی فلاح کا راز پوشیدہ ہے، اس میں اللہ کی تائید اور نصرت کا بھی ذکر ہے کہ وہ ان مؤمنین صادقین کو حاصل ہوئی جنہوں نے وفاداری کا راستہ اختیار کیا۔

❁❁❁❁

قندمکرر

رمضان المبارک کی آمد
چندہ دینے، دلوانے اور لینے والوں کی خدمت میں

محمد مسعود عزیزی ندوی

رمضان کی آمد پر اہل مدارس کا مشغلہ:

رمضان المبارک کی آمد پر ذمہ داران مدارس رمضان میں اساتذہ و سفراء کا تحصیل چندہ کیلئے پروگرام بناتے ہیں، کہ کس استاذ کو کس علاقہ میں جانا ہے، کس سفیر کو کس شہر میں اور کس دیہات میں، اور سفر میں ساتھ لے جانے کیلئے ضروری کاغذات کی تیاری رجب یا شعبان میں شروع ہوجاتی ہے، جن اصحاب مدارس کو دوسرے بڑے مدارس کے ذمہ داران کی تصدیق کی ضرورت پڑتی ہے، وہ اس کے حصول کی تگ ودو میں لگ جاتے ہیں اور ہر ممکن اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، چونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ رمضان کی آمدنی پر ہی سال بھر مدرسہ کا نظام چلتا ہے۔

مخیرین حضرات کا مشغلہ:

مخیّرین حضرات، تجار لوگ اپنی سال بھر کی کمائی کا حساب لگانا شروع کردیتے ہیں اور پورے سال کی آمد پر ڈھائی فیصدی کے حساب سے زکوۃ کی رقم الگ سے نکال کر رکھتے ہیں، صدقہ کے لیے الگ سے اور امداد کی مد میں الگ سے وضع کرکے رکھتے ہیں، اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ رمضان میں ہر عمل کا ثواب ستر گنا زیادہ ہوجاتا ہے، اس لیے وہ اپنی زکوۃ ستر گنا زیادہ ثواب کی لالچ میں رمضان ہی میں ادا کرنا اچھا سمجھتے ہیں۔

چندہ کرنا مسنون ہے:

چندہ کا عمل مسنون ہے، نہ توکل کے خلاف ہے اور نہ "الید العلیا خیر مین الید السفلی" کے، چونکہ چندہ دین کی اور قرآن وحدیث کی نشر واشاعت کے لیے کیا جاتا ہے، اس لیے یہ مذموم نہیں ہے، ہمارے اکابرین نے دینی خدمات اور قرآن وحدیث کی نشر واشاعت کے لیے چندہ اکٹھا کیا ہے، خود حضرت محسن انسانیت، نبی اعظم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے اس دین کی خاطر چندہ اکٹھا کرتے تھے۔

چندہ دینے والے اور ان کی قسمیں:

چندہ دینے والوں میں کئی قسم کے لوگ ہوتے ہیں، ایک تو وہ بزنس مین جو اپنے مال کی زکوۃ نکالتے ہیں، دوسرے وہ جن کو متمول، تجار حضرات معتبر سمجھ کر اپنا وکیل بنادیتے ہیں تاکہ وہ ان لوگوں کی زکوۃ یا رقم تقسیم کریں۔

پہلی قسم:

چنانچہ پہلی قسم کے لوگ جو اپنے مال کی زکوۃ خود نکالتے ہیں وہ بھی کئی طرح کے ہوتے ہیں: ایک تو وہ جو اپنے در پر ہر آنے والے کو حسب حیثیت دیتے ہیں، چھوٹے مدرسے والوں کو بھی دیتے ہیں، بڑے مدرسے والے کو بھی، فرضی کو بھی دیتے ہیں اور حقیقی کو بھی، کسی کو خالی ہاتھ اور نامراد و محروم نہیں رکھتے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کو اللہ بھی محروم نہیں رکھتا۔

دوسری قسم:

دوسرے وہ مخیّر حضرات ہوتے ہیں جو آنے والے سے قدیم وجدید کا سوال کرتے ہیں، آنے والا پرانا ہوتا ہے تو حسب حیثیت اس کو دیتے ہیں، اگر وہ جدید ہوتا ہے تو اس سے بعض تو احترام کے ساتھ معذرت کردیتے ہیں، اور بعض اس کو بھگاتے ہیں جیسا کہ وہ کوئی مجرم ہو، مخیّرین کی اس قسم میں وہ لوگ جو آنے والے کی عزت نفس کا احترام کرتے ہوئے معذرت کردیتے ہیں اور واقعی ان کے پاس اتنا نہیں ہوتا کہ وہ سب کو دیدیں، تو یہ گروہ بھی صحیح ہے؛ لیکن جو حیثیت کے باوجود اس کو بغیر دیئے بھگاتے ہیں، ایسے لوگ دو گناہوں کے مرتکب ہیں، ایک تو نہ دینے کے دوسرے مسلم کا اکرام نہ کرنے کے۔

تیسری قسم:

مخیّرین حضرات کی ایک قسم وہ ہے کہ اگر ان کے در پے آنے والا چھوٹے مدرسے کا ہے، یا اس کے یہاں طلبہ کی تعداد کم ہے، یا اس کا سالانہ خرچ لاکھوں سے کم ہے، یا تو اس کو یہ کہہ کر بھگایا جاتا ہے، کہ چھوٹا مدرسہ ہے، تھوڑے طلبہ ہیں اور سالانہ خرچ اتنا کم ہے، پھر یہاں کیوں آئے، یا اس کو معمولی سی رقم دے کر رخصت کر دیا جاتا ہے۔

ایک چشم دید واقعہ:

ایک بڑے شہر میں ایک مخیّر کے پاس ایک باوقار شخص کو دیکھا، جس کو دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بڑی دینی شخصیت اور سچا آدمی ہوگا، وہ ان مخیّر کے پاس ایسی شخصیت کا خط لیکر آیا، جن کے خط پر مخیّر صاحب بغیر چوں وچراں کے بڑی بڑی رقمیں دیدیتے ہیں، مولانا سے مخیّر صاحب نے پوچھا کہ آپ کے یہاں کتنے طلبہ ہیں؟ انھوں نے اپنی سادگی اور سچائی میں بتلایا کہ ۳۰ر ہیں، تو مخیّر صاحب بہت گرم ہوئے اور ان کو جلدی سے ایک ہزار روپئے دے کر بھگایا، مجھے ان کی سچائی وسنجیدگی پر بہت رحم آیا، آج بھی ان کا تصور آتے ہی سوچنے لگتا ہوں، بس اللہ ہی سچوں کا مولیٰ اور وہی بہترین مددگار ہے۔

جھوٹ پر چندہ دینا:

اگر آنے والا اپنے مدرسہ کو بڑا مدرسہ بتاتا ہے اور پچاس طلبہ کے بجائے سو اور سو کے بجائے پانچ سو بتاتا ہے اور سالانہ خرچ لاکھ کے بجائے پانچ لاکھ، یا دس لاکھ بتاتا ہے، تو اس کو وہ زیادہ چندہ دیتا ہے، ایسے لوگ بھی مجرم ہیں، کیونکہ وہ جھوٹ کی اشاعت اور دھوکہ دہی کو عام کررہے ہیں، وہ سچائی پر آنے والے کو محروم کرتے ہیں، اور جھوٹ پر، دھوکہ دہی پر اس کا اکرام کرتے ہیں، اس کو نوازتے ہیں۔

اپنے در پر آنے والا خالی ہاتھ نہ جائے:

میری ایسے تمام لوگوں سے گذارش ہے کہ اپنے پاس آنے والے کو حتی الامکان کوشش کریں کہ وہ محروم اور خالی ہاتھ نہ جائیں، زیادہ نہیں دے سکتے ہو تو تھوڑا دیدو، آنے والے کو ذلیل نہ سمجھو، خدا کی قسم وہ دن دور نہیں جب مالدار زکوۃ دینے کیلئے خود پھریں گے اور کوئی زکوۃ لینے والا نہیں ملے گا اس وقت کے آنے سے پہلے ان مسافروں اور آنے والوں کی قدر کرو، جب خدائے رزاق، خالق کائنات آپ کو دے رہا ہے اور بے حساب دے رہا ہے، تو اس کے نام پر جو لینے والے آتے ہیں ان سے کیوں رد وقدح کرتے ہو، اللہ سے ڈرو، کہیں وہ تمہاری اس ناقدری سے، تمہارے ہاتھ سکوڑنے سے وہ بھی اپنا ہاتھ نہ سکوڑ لے اور پھر تم خالی ہاتھ رہ جاؤ۔

چوتھی قسم:

بعض چندہ دینے والے وہ ہوتے ہیں جو دوسروں کی رقمیں، دوسروں کی زکوتیں تقسیم کرتے ہیں، ان میں کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو پوری دیانت داری سے، ذمہ داری کے ساتھ تقسیم کرتے ہوں، اگر تقسیم کرنے والا وکیل مدرسہ والا ہے تو وہ کوشش کرتا ہے کہ یہ رقم، یہ دولت دوسروں پر کیوں جائے، اپنے مدرسہ کی ضروریات زیادہ ہیں، خرچ زیادہ ہے، اس لیے جو بھی بچ جائے وہ یہاں صرف ہوجائے، یہ بھی دینی ادارہ ہے۔

پانچویں قسم:

اگر وہ تقسیم کرنے والا مدرسہ والا نہیں ہے، بلکہ دوسری لائن کا آدمی ہے، تو ہر آنے والے کی ضرورت کا اس کو احساس نہیں ہوتا، جو تعلق والا ہے، یا جہاں اس کی عزت ہوتی ہے، اس کو دعوت دی جاتی ہے، اس کی چاپلوسی کی جاتی ہے، اس کے نزدیک وہی مدرسہ قابل اعتبار رہتا ہے، وہاں کام زیادہ ہوتا ہے، وہاں ضرورت زیادہ ہوتی ہے، ورنہ وہ آنے والے کے ساتھ ایسے ناک منھ چڑھاتا ہے جیسا کہ وہ اسی کی کمائی ہو، اور وہ اپنا خون پسینہ کا مال تقسیم کررہا ہو بلکہ بعض مرتبہ اس سے بھی بڑھ جاتا ہے جو خود اپنے خون پسینے کی کمائی تقسیم کرتا ہے اور آنے والوں کے ساتھ بدتمیزی کرتا ہے، تو ایسا وکیل گھناؤنے جرم کا مرتکب ہے، وہ دیانت داری نہ کرنے کا مجرم، بداخلاقی سے پیش آنے کا مجرم اور دوسروں کی دولت پر فرعون بننے کا مجرم ہے۔

امانت کو دیانت داری سے صرف کریں:

ایسے لوگو! سے میری گذارش ہے کہ اللہ تعالی نے ان کو جو امانت دی

ہے،اس امانت کو دیانتداری سے صرف کریں اور خوامخواہ اپنی ناک اونچی کرنے کے لیے اپنی عزت واحترام کیلئے آنے والے کے ساتھ بداخلاقی کا مظاہرہ نہ کریں،کہیں اللہ تعالی تمہیں کسی مصیبت میں مبتلا نہ کردے،ڈرو اس پروردگار سے جو زبردست پکڑ والا ہے اور حقیقت میں وہی عزت دینے والا ہے۔

جب زکوۃ آپ نے دیدی تو وہ ادا ہوگئی:

آپ کو اللہ تعالی نے ظاہر کا مکلّف بنایا ہے،غیب کا نہیں،اگر چندہ وصول کرنے والا اپنے کاغذات اور مدرسہ کی تصدیقات دکھاتا ہے اور آپ کو یقین ہوجاتا ہے کہ وہ صحیح ہے اور آپ اپنی زکوۃ اس کو دیتے ہیں تو آپ کی زکوۃ ادا ہوگئی،آپ نے اس کو صحیح سمجھ کر رقم دی،تو آپ منجانب اللہ بری الذمہ ہوگئے،ہاں اگر تحقیق سے معلوم ہوجائے کہ سامنے والا واقعی غلط اور فراڈی ہے یا یہ اس رقم کو صحیح جگہ پر استعمال نہیں کرے گا،تو آپ کی زکوۃ ادا نہ ہوگی،ایسی صورت میں اس کو زکوۃ نہ دینی چاہئے،اگرچہ اخلاقاً اور اس کے سائل ہونے کے اعتبار سے اس کو ضرور کچھ نہ کچھ دیدیجئے اس لئے کہ سائل کا بھی حق ہے،بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ چندہ وصول کرنیوالے اسی رقم میں سے کھاتے ہیں،اسی میں سے خرچ کرتے ہیں،سفرخرچ بھی اسی میں سے نکالتے ہیں،تو یہ زکوۃ ادا نہیں ہوئی،تو ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ سفراء حضرات دوسرے مدسے بھی خرچ کرتے ہیں،کیونکہ اگر آپ ان کو زکوۃ اور صدقہ دیتے ہیں تو کچھ اللہ کے بندے ان کو للہ،عطیہ اور امداد کی مد میں بھی دیتے ہیں،بلکہ بعض لوگ تو خرچ کے لئے الگ سے رقم دیدیتے ہیں،تو آپ بدظن ہوکر خود کو کیوں گناہ میں مبتلا کررہے ہیں،اس لئے اس سلسلہ میں احتیاط کی ضرورت ہے،اور تحقیق ہونے پر کہ یہ آدمی غلط ہے،تو آپ اپنی رقم محفوظ رکھئے اور ہوسکے تو تذکیر واصلاح اور تنبیہ کرنی چاہئے،مگر جھڑکنا نہیں چاہئے کیونکہ اس کا سائل ہونا تو یقینی ہے،مدرسہ کے لئے نہ سہی مگر اپنے پیٹ کے لئے تو ہے ہی اور اللہ نے قرآن میں سائل کو جھڑکنے سے منع فرمایا ہے۔

چندہ دلوانے والے اوران کی قسمیں:

چندہ دلوانے والے بھی کئی طرح کے لوگ ہوتے ہیں،ایک تو وہ جو خود بھی چندہ دیتے ہیں اور پھر چندہ دینے والوں کی طرف رہنمائی بھی کرتے ہیں،مخیّرین حضرات کے پتے بھی بتاتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ دین کا،مدرسہ کا تعاون ہو،ایسے لوگ مبارک بادی کے مستحق ہیں اور ''الدال علی الخیر کفاعلہ'' کے بموجب خود بھی دینے والے کے ساتھ اجروثواب میں برابر کے شریک ہیں۔

دوسری قسم:

چندہ دلوانے والوں میں دوسری قسم ان لوگوں کی ، یا ان بڑے مدارس یا تنظیموں کے ذمہ داروں کی ہے،جن کی تصدیق وتزکیہ اور تحریر پر تاجر حضرات اور مخیّرین لوگ چندہ دیتے ہیں،ان لوگوں میں اکثر علماء ہوتے ہیں اور کبھی غیر علماء بھی ہوتے ہیں،بعض حضرات تو ہر مدرسہ سے آنے والے کو تصدیق دیتے ہیں،بعض لوگ تصدیق تو دیتے ہیں مگر وہ اس میں تین ماہ ، یا چھ ماہ یا ایک سال کی قید لگا دیتے ہیں کہ یہ تصدیق اتنے دن کے لیے قابل استعمال ہے،بعض تصدیق پر یہ لکھ دیتے ہیں کہ یہ صرف ہندوستان کے لئے ہے بعض تصدیق دینے والے کہتے ہیں کہ تین سال کے بعد آنا یا دوسال کے بعد آنا تب آئندہ تصدیق ملے گی، تنگ نظری کی بھی انتہاء ہے،اللہ کے ان بندوں کو سمجھنا چاہئے کہ مدارس کا خرچ روزانہ ہوتا ہے،ماہانہ ہوتا ہے،سالانہ ہوتا ہے،ہر سال ضرورت پڑتی ہے،دو یا تین سال کے بعد چندہ کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ روزانہ اور ہر وقت پڑتی ہے،اور زکوۃ بھی دوسال بعد یا تین سال بعد فرض نہیں ہوتی بلکہ زکوۃ حولان حول ہونے پر ہر سال فرض ہوتی ہے،اگر سارے لوگ یا سارے سفراء دو یا تین سال کے بعد آئیں گے،تو اس زمانے کی زکوۃ کہاں جائے گی،جس زمانے میں کوئی وصول کرنے والا نہ آئے، اس لئے نہ سب کا ایک ساتھ سفر کرنا ممکن ہے،اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی نظام چل سکتا ہے،بس جس کو دینا ہے اکابر کی تصدیقات کی روشنی میں اگر تاجر کو یقین ہوجاتا ہے کہ یہ سفیر صحیح ہے تو دیدینا چاہئے،یقین نہ

ہوتو بھی سائل یا فقیر سمجھ کر کچھ نہ کچھ دیدینا چاہئے مگر اس کو برا سمجھنا یا جھڑکنا صحیح نہیں ہے ، کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے سائل کو جھڑکنے سے منع کیا ہے، جوصرف اورصرف اپنے پیٹ کے لئے سوال کررہاہے، اور یہ سفیر تو دین کی نسبت اور مدرسہ کی نسبت پر سوال کررہاہے، اس کوجھڑکنا تو بدرجہا اولی گناہ ،حرام اورناجائز ہے، چہ جائیکہ اس کے ساتھ بدتمیزی یا بدکلامی کی جائے۔

اللہ کے یہاں تاجر بھی مسئول اورسفراء بھی مسئول:

اللہ تعالی کے یہاں تاجر صاحب سے سوال ہوگا کہ ہم نے تمہیں مال دیا تھا، کہاں خرچ کیا؟ کیسے خرچ کیا؟ وہ کہے گا اے اللہ! میں نے فلاں مدرسہ میں دیا، فلاں مسجد میں دیا، فلاں سفیر صاحب کو دیا اور تیرے دین کے کام میں دیا، اللہ فرمائیں گے تو جھوٹ کہتا ہے، تو نے میری وجہ سے نہیں دیا، فلاں مولانا کی وجہ سے دیا، فلاں مولانا کے خط اور لیٹر کی وجہ سے یا فلاں تنظیم یا فلاں جمعیۃ کی وجہ سے دیا، یا تو نے اپنی شہرت کی وجہ سے دیا، تیرا ہمارے یہاں کچھ نہیں اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کو لے جاؤ اور جہنم میں ڈالدو، اگر تاجر صاحب نے ہر آنے والے کو حسب حیثیت اللہ کی رضامندی کی خاطر دیا تو اللہ تعالی اس کو دنیا میں بھی نوازیں گے اور آخرت میں بھی وہ سرخ رو ہوگا، رہا مسئلہ سفیر صاحب کا تو وہ بھی اللہ کے یہاں مسئول ہوگا، اللہ تعالی اس سے پوچھیں گے کہ فلاں جگہ سے فلاں تاجر نے تم کو اتنی رقم دی تھی کہاں خرچ کی؟ کہاں لگائی؟ اب اگر اس نے صحیح مصرف میں اور صحیح جگہ لگائی ہوگی تو وہ کامیاب ہوگا اور اللہ کی پکڑ سے بچ جائے گا، اگر صحیح جگہ نہیں لگائی تو اس کو اللہ کی پکڑ سے کوئی نہیں بچا سکتا، وہ دنیا میں بھی ذلیل ہوگا اور آخرت میں خسارہ میں رہے گا۔

تصدیقات میں وقت اور ملک کی قید قیود زائدہ اور شروط فاسدہ ہیں:

جس لوگوں کی تصدیقات اور توصیات چلنے لگتے ہیں تو وہ پھر یہ سمجھتا ہیں کہ سارا حق انہیں کا ہے، پھر تصدیقات میں وقت کی قید اور ملک کی قید، اور دوسال کی قید تین سال کی قید لگانے لگتے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قیود زائدہ اور شروط فاسدہ ہیں اور تصدیق دینے والے کی تنگ نظری پر دال ہیں، ان اللہ کے بندوں کو سمجھنا چاہئے کہ اگر آپ کی تصدیق پر تجار حضرات سفراء کو چندہ دیتے ہیں، تو آپ کا کیا نقصان ہوجاتا ہے؟ یا آپ پر کون سی مصیبت آجاتی ہے؟ ہاں اگر آپ کی آمدنی میں کمی ہوتی ہو، آپ کے ادارے کا نقصان ہوتا ہو، پھر تو سمجھا جاسکتا ہے کہ آپ کو یہ شروط لگانی چاہئے تاکہ آپ کو اور آپ کے ادارے کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے، اگر ایسا نہیں ہے تو اللہ کے لئے ایسا نہ کیجئے، اس لئے کہ جو رقم دینے والے ہیں، جن کے خون پسینے کی کمائی ہے وہ آپ سے زیادہ نرم دل ہیں، اتنا نخرہ اور اتنا جوش اور اتنی شرطیں تو وہ بھی نہیں لگاتے اور اگر وہ لگاتے ہیں تو آپ ہی جیسے قائدین نے ان کے دماغ میں اس طرح کی باتیں ڈالی ہیں، ورنہ وہ تو سفراء اور علماء کا اکرام ہی کرتے ہیں۔

تصدیق دینے والوں کو اللہ کاشکر ادا کرنا چاھئے:

بعض حضرات آنے والے کی تذلیل وتضحیک اور توہین وتحقیر کے بعد اس کو تصدیق دیتے ہیں، بعض یہ سب کرنے کے بعد بھی نہیں دیتے، جن لوگوں کو اللہ تعالی نے یہ مقام اور عزت دی ہے کہ ان کی تحریر یا تزکیہ پر مسلمان مخیّرین تعاون کرتے ہیں، ان کو اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ اس کار خیر میں ہاتھ بٹانا چاہئے، اگر وہ اپنی مشغولیات کی وجہ سے اس کام میں اپنا حرج سمجھتے ہیں یا اس کو دین کا کام نہیں سمجھتے، دین میں تعاون نہیں سمجھتے، اور چندہ مانگنے والوں کو بھکاری، شرک خفی میں مبتلا اور انتہائی بے شرم سمجھتے ہیں، تو ان کو ایک اعلان کے ذریعہ سے اپنے کو اس کام سے بری کرلینا چاہئے اور اس کے بعد پھر وہ کسی کو کوئی تحریر نہ دیں، جس سے تاجر لوگ یہ سمجھ لیں کہ وہ کسی کو تصدیق نہیں دیتے، اور جو لوگ اس تصدیق کے عمل کو دین میں "تعاون علی البر والتقوی" سمجھتے ہیں اور پھر اپنے نظام اور تحقیق کے مطابق تصدیق دیتے ہیں تو وہ بھی برابر اجر وثواب میں شریک ہیں، اللہ تعالی ان کو خوب نوازتا ہے بشرطیکہ نیت صحیح ہو، شہرت، نام ونمود اور جاہ طلبی مطلوب ومقصود نہ ہو۔

تیسری قسم:

بعض جگہ بعض شہروں میں کچھ تنظیمیں ہوتی ہیں، ان میں کہیں علماء اور کہیں غیر علماء ذمہ دار ہوتے ہیں، جن کی تصدیق پر اس شہر یا اس علاقہ میں کام ہوتا ہے، تو جو لوگ سفیر کے پاس معتبر علماء یا مشہور مدارس کے ذمہ داران کی تصدیقات کو دیکھ کر تصدیق دیتے ہیں، ایسے لوگ بھی دین کے حامی اور ناشرین میں ہیں۔

چوتھی قسم:

بعض لوگ جو آنے والے کے کاغذات میں بال کی کھال نکالتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اس کو فراڈی ثابت کر دیں، اس کو پھنسانا چاہتے ہیں، اگر وہ تحقیقات کے بعد صحیح نکل جاتا ہے، تو اس کو تصدیق مل جاتی ہے، اور اگر وہ بے چارہ کسی بات کو ثابت نہ کر سکا، مدرسہ تو اس کا صحیح ہے مگر بعض کاغذات میں یا آمد و خرچ کے گوشوارے میں کوئی خامی ہے یا اس کو سوالوں کا جواب نہیں دے پاتا، تو اس کی شامت آجاتی ہے اور اس کی توہین کی جاتی ہے، اس طرح کے لوگوں کو معلوم نہیں کہ یہ دور دراز علاقوں سے قوم کے بچوں کے لیے کیسی کیسی مشقتیں برداشت کر کے آئیں ہیں، ان کا خرچہ بھی ہوا ہے، وقت بھی صرف ہوا ہے، ایسے مصدقین جوان چیزوں کو نہیں سمجھتے اور اپنے اصول وقوانین پر اڑے رہتے ہیں یہاں تک کہ بعض مرتبہ بڑے اچھے اچھے علماء بھی ان کی زد میں آجاتے ہیں، مستحق مدارس کے ذمہ داران بھی نہیں بچ پاتے، اور وہ اللہ ہی سے اپنا شکوہ کرتے ہیں، ایسے تصدیق دینے والے ذمہ دار لوگوں کا برا حشر ہوتے ہوئے بھی دیکھا ہے، اس لیے اللہ سے ڈرنا چاہئے، جو قہار، زبردست پکڑنے والا اور عزیز ذوانتقام ہے۔

پانچویں قسم:

چندہ دلوانے والوں کی ایک قسم ایسی بھی ہے جس میں بعض لوگ متدین باوقار، باوجاہت اور تجار کی نظروں میں قابل اعتماد ہوتے ہیں، وہ بھی اہل مدارس کا چندہ کراتے ہیں، ان میں سے بعض تو واقعی مخلص ہوتے ہیں اور للہ فی اللہ چندہ کراتے ہیں، بعض کمیشن پر کراتے ہیں، بعض نصفا نصفی کے حساب سے کراتے ہیں، کیونکہ اس پر تاجر کو اعتماد ہے، اس لئے اس کی وجہ سے وہ بڑی رقم دیدیتا ہے، مگر وہ اس میں سے آدھی رقم یا جتنا پرسنٹ متعین ہوتا ہے رکھ لیتا ہے یہ بھی ایک قسم کا فراڈ اور دھوکہ ہے، اس لئے کہ اسلامی حکومت میں سرکاری عاملین کو آدھا بھی لینے کا حق نہیں، لیکن جو لوگ چندہ والوں کی رہبری کرتے ہیں اور اپنی اجرت متعین کر لیتے ہیں کہ تمہارا کام جتنا بھی ہو، میں شام کو آپ سے مثلاً تین سو روپئے لے لوں گا یا اتنی رقم لوں گا، تو یہ معاملہ اور یہ اجارہ بھی صحیح ہے، یہ اس کی صحیح اجرت ہے، حلال ہے کیونکہ معاملہ متعین شدہ ہے، مجہول نہیں ہے۔

چھٹی قسم:

چندہ وصول کرانے والے بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو محصلین کی ہمدردی اور مدرسہ کے تعاون کے سلسلہ میں چندہ کرنیوالے سے معاملہ طے کر لیتے ہیں، اور نقل مکانی کے لئے خود اپنی گاڑی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ، ایک شہر سے دوسرے شہر لے جاتے ہیں اور چندہ کراتے ہیں اور ان سے گاڑی کی اجرت متعین کر لیتے ہیں اور کھانا بھی متعین کر لیتے ہیں بلکہ گاڑی کا پٹرول بھی متعین کر لیتے ہیں اور چندہ کرنیوالے کا جتنا بھی حق چندہ ہو، وہ اپنی متعین شدہ رقم وصول کرتے ہیں اور چندہ کرنے والے کو تھوڑے وقت میں زیادہ فائدہ ہوتا ہے، تو یہ بھی صحیح ہے اور اس سلسلہ میں عطیہ اور للہ کی مد سے اگر اجرت دی جائے تو زیادہ صحیح ہے تاکہ زکوۃ کی رقم صحیح مصرف میں استعمال ہو، اس لئے کہ زکوۃ وصول کرنیوالے سفراء چندہ دینے والوں کے وکیل ہیں اور اگر وکیل مؤکل کے مطابق زکوۃ صحیح مصرف میں استعمال نہ کرے گا تو مؤکل کی زکوۃ ادا نہ ہوگی، اور وکیل گنہ گار اور عنداللہ مسئول ہوگا۔

چندہ لینے والے:

چندہ لینے والوں میں مدارس کے ذمہ داران، مہتممین کرام، شیخ الحدیث، صدر المدرسین، استاذ الاساتذہ، علماء کرام اور سفراء حضرات ہوتے ہیں، جو رمضان سے پہلے مختلف شہروں میں پہنچ جاتے ہیں، بعض

پہلے روزے کو پہنچتے ہیں اور پھر روزے کی حالت میں ایک دوکان سے دوسری دوکان، ایک مارکیٹ سے دوسری مارکیٹ، ایک کمپنی سے دوسری کمپنی، ایک محلّہ سے دوسرے محلے، ایک شہر سے دوسرے شہر جاتے ہیں، چھوٹے مدارس والے بھی ہوتے ہیں، بڑے مدارس والے بھی، پرانے بھی ہوتے ہیں، نئے بھی، نفسی نفسی کا عالم ہوتا ہے، ہر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی پوری کوشش کرتا ہے، چپکے سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے، تاکہ دوسرے کو پتہ نہ چل جائے، اگر کہیں سے ایک کو زیادہ رقم مل گئی، تو دوسرا فوراً پتہ لگا کر اس مخیّر کے پاس جاتا ہے، اگر وہ اس کو کم دیتا ہے، تو یہ سفیر اس کی دھجیاں ادھیڑ کر رکھ دیتا ہے، جس کو زیادہ رقم ملی ہے، اور تاجر سے کہتا ہے کہ آپ نے اس کو تو زیادہ رقم دیدی، جہاں کچھ بھی نہیں، وہاں طلبہ بھی تھوڑے ہیں، کھانے والے ہے ہی نہیں، چھوٹا مدرسہ ہے، وہاں تو باہر سے بہت پیسہ آجاتا ہے، ان کو ضرورت نہیں، یا وہ کمیشن پر کام کرتا ہے، آدھے پہ کرتا ہے، یافی کا پی سو روپیہ دینے پر کرتا ہے، اب اس کو اس بے چارے کے خلاف جو بھی کرنا پڑے یہ کسر نہیں چھوڑتا اور ہر ممکن طریقے سے اس کو فراڈی ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے، اگر بڑے مدرسہ والا ہے تو وہ چھوٹے کے بارے میں ایسے تأثرات پیش کرتا ہے، یا ایک علاقے والا ہے تو اپنے علاقے کے دوسرے شخص کی اہمیت کم کر کے اپنے نمبر بنانے کی کوشش کرتا ہے، اس طرح ہر آدمی اپنے قلابے زمین وآسمان سے ملاتا ہے، یہ تو چندہ لینے والوں کا آپس کا حال ہے جو صحیح نہیں ہے، ہر ایک آدمی کو اس کا اپنا حق اور حصہ ہی ملتا ہے، دوسرے کا نہیں، پھر ایسی نازیبا حرکتیں کر کے کیا فائدہ؟۔

جو دوسروں کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی مدد کرتا ہے:

عام تجربہ سے یہ بات مشاہد ہے کہ جو دوسرے کے لیے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اس میں گرتا ہے، جو دوسرے کو فیل کرنے اور ناکام بنانے کی اسکیم چلاتا ہے، وہ خود فیل اور ناکام ہوتا ہے، جو دوسرے کے مدرسہ کی ترقی وآمدنی پر حسد کرتا ہے، اور اس میں مخالفت کر کے رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے، وہ خود اس ناشائستہ کردار کا خمیازہ بھگتا ہے، حدیث کے فرمان کے مطابق جو دوسرے بھائی کا تعاون کرتا ہے، اللہ تعالی اس کی مدد کرتا ہے:" واللّٰہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ"۔

چندہ دینے والے کو مجبور نہیں کرنا چاہئے:

جو لوگ پرانے ہیں اور ان کا چندہ متعین ہے، وہ تو اپنا متعینہ چندہ جا کر لے لیتے ہیں، اگر ان کو گذشتہ سال سے زیادہ ملا ہے تو سبحان اللہ! اور اگر امسال تاجر نے کاروبار ہلکا ہونے کی وجہ سے کم دیا ہے، تو پھر اس کو شرمندہ کیا جاتا ہے، کہ آپ نے گذشتہ سال تو اتنا دیا تھا، اب کہ مدرسہ کا خرچہ بھی زیادہ ہے، طلبہ کی تعداد بھی کثیر ہے، قرض بھی کافی ہے، مگر آپ کم دے رہے ہیں، وہ بے چارہ اپنے حالات بعض مرتبہ بتاتا ہے، مگر بعض مرتبہ چپکے سے معذرت کر کے آئندہ پر محول کر دیتا ہے، یہ بھی چندہ کے آداب کے خلاف ہے، اصرار درست نہیں ہے۔

چندہ دینے والے کو قدیم وجدید کی شرط نہیں لگانا چاہئے:

جہاں نئے پرانے کا مسئلہ ہوتا ہے، وہاں سفیر صاحب اپنے آپ کو پرانا ثابت کرنے کے لئے، پرانا جعلی ریکارڈ بناتے ہیں، جو مخیّرین اپنے پاس ریکارڈ نہیں رکھتے وہ سفیر صاحب کا ریکارڈ دیکھ کر اس کو دیتے ہیں، یہاں دونوں مجرم ہیں، مخیّر تو اس لئے کہ اس نے قدیم وجدید کی شرط لگائی، جو شرعاً درست نہیں ہے، سفیر صاحب اس لئے کہ اس نے جعل سازی کی اور اس کی جعل سازی میں مخیّر بھی برابر کا شریک ہے، اگر مخیّر کی گنجائش نہیں تو احسن طریقے سے معذرت کر دے، پہلے سے کوئی قدیم نہیں، پہلے جدید بنتا ہے پھر قدیم۔

اگر اللہ تعالی بھی آپ کو دینے میں شرط لگادے:

جب اللہ تعالی آپ کو دینے میں قدیم وجدید کی شرط نہیں لگاتا تو آپ اس کے راستہ میں، اس کے دین کی نصرت میں دینے میں کیوں قدیم وجدید کی شرط لگاتے ہو، آپ اپنی رقم کو اس حساب سے تقسیم کریں کہ تھوڑا تھوڑا حصہ سب کو مل جائے، یہ کہاں کا اصول ہے؟ اور کس نے آپ کو بتایا ہے کہ صرف پرانے کو ہی دینا ہے، نئے کو دینے کی گنجائش

نہیں، اگر اللہ تعالی بھی شرط لگادے کہ صرف پرانے تاجر ہی بزنس کریں گے، ان کو ہی منافعہ ہوگا، نئے تاجروں کو بزنس کی گنجائش نہیں، تو آپ کی نسل میں پیدا ہونے والے نئے تاجر کہاں جائیں گے، ایسے لوگوں کو بہت غور کرنے اور سوچنے کی ضرورت ہے۔

زمین و آسمان کے قلابے ملانے والا سفیر:

جو سفیر زیادہ لمبی چوڑی باتیں بناتا ہے، زمین و آسمان کے قلابے ملاتا ہے، جھوٹ طوفان بولتا ہے، تاجر صاحب اس کو خوب نوازتے ہیں، اس کی دعوت بھی ہوتی ہے، رات کے کھانے پر مدعو کیا جاتا ہے، ایسے سفراء کا یہ عمل بھی قابل مذمت ہے، جھوٹ کے ذریعہ جو چندہ ہوا، اس میں نہ خیر ہے نہ برکت، حلال کی کوشش حلال اور جائز طریقے سے کرنی چاہئے تاکہ اس کو استعمال کرنیوالوں میں نور اور خیر پیدا ہو اور وہ شر سے محفوظ رہیں اور ان کے شر سے امت محفوظ رہے۔

تمام سفراء غلط اور فراڈی نہیں ہوتے:

بعض مرتبہ چندہ دینے والے، سفیر یا چندہ وصول کرنے والے کو دیکھ کر منھ چڑھاتے ہیں، یا کرسی چھوڑ کر اندر چلے جاتے ہیں، یا اگر بیٹھے رہتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ بہت لوگ آتے ہیں، سب بوکس اور فراڈی آتے ہیں، اس لئے یا تو وہ بدتمیزی کرتے ہیں، یا توہین آمیز باتیں اور غلط لوگوں کے قصے کہانیاں سناتے ہیں، یا کسی سفیر کی چرب زبانی یا اس کی مخلصانہ گفتگو سے متأثر ہو کر کچھ نہ کچھ دیتے ہیں، ایسے تاجروں کو اللہ نے عقل و دولت دی ہے، اس لئے سوچ سمجھ کر معاملہ کرنا چاہئے، دولت کے نشہ میں آپے سے باہر نہ ہونا چاہئے، جو اللہ دینے پر قادر ہے، وہ لینے پر بھی قادر ہے، اس کی پکڑ سے ڈرنا چاہئے۔

سفیرا صحیح بھی ہوتے ہیں اور بعض فراڈی بھی:

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ تمام سفراء اس زمانے میں واقعی صحیح بھی نہیں ہوتے، بلکہ کچھ جعلی اور فرضی بھی ہوتے ہیں، مگر چونکہ اللہ نے اس دنیا میں دونوں طرح کے لوگ رکھیں ہیں، ہر چیز کا جوڑ نا بنایا ہے، صحیح بھی ہے غلط بھی، حلال بھی ہے حرام بھی، اگر ایک طرف نمرود ہے، تو دوسری طرف ابراہیم علیہ السلام، ایک طرف فرعون ہے، تو دوسری طرف حضرت موسی علیہ السلام، ایک طرف ابولہب و ابوجہل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں، تو دوسری طرف ابوبکر و عمر حضور پر جان نچھاور کرنے والے ہیں، غرضیکہ دنیا میں دونوں طرح کے آدمی رہیں گے، اچھے بھی اور برے بھی، اسی لئے تو صحیح لوگ کے لئے جنت اور برے لوگوں کے لئے جہنم ہے۔

تاجر اور بزنس مین بھی سب صحیح نہیں:

تجار حضرات، بزنس مین بھی سب صحیح نہیں ہوتے اور نہ سب غلط ہوتے ہیں، بلکہ کچھ صحیح ہیں کچھ غلط ہیں، کچھ حلال کماتے ہیں، کچھ حرام کماتے ہیں، کچھ ۹۰ر فیصد حلال کماتے ہیں، ۱۰ر فیصد حرام، تو جو کمائی حلال ہے، صحیح بزنس و صحیح تجارت کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے، تو یہ صحیح مصرف میں استعمال ہوگی، صحیح چندہ وصول کرنے والے کے مقدر میں جائیگی اور صحیح جگہ لگے گی، لیکن تاجر کی اگر پوری کمائی حلال ہے، یا صرف دس فیصد حرام ہے، تو اس کا مصرف بھی تو کوئی ہونا چاہئے؟ یاد رکھو! یہ حرام کمائی غلط چندہ وصول کرنے والوں، فراڈی لوگوں پر جائے گی اور وہ غلط جگہ استعمال ہوگی، تو معلوم ہوا کہ جب سو فیصد تاجر بھی حلال کمانے والے نہیں ہیں، تو چندہ وصول کرنے والے بھی سو فیصد صحیح اور مستحقین نہیں ہوسکتے، اگر یہ بات تاجر صاحب کی سمجھ میں آجائے تو وہ کسی کو فراڈی نہیں سمجھے گا، بلکہ ہر ایک کو اس کا مقدر ملتا ہے، غلط کو غلط، صحیح کو صحیح، واضح رہے کہ اس سے غلط لوگوں کی ہمت افزائی مقصود نہیں بلکہ بتلانا ہے کہ اگر دنیا میں سارے سچے اور صحیح ہوجائیں، تو فرشتے تمہارے بستروں پر آکر سلام کریں گے اور دنیا میں کسی قسم کا کوئی جھگڑا ہی نہیں ہوگا اور اس امت دعوت کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شعبہ ٹھپ ہو کر بلکہ بے فائدہ و بے سود ہو کر رہ جائے گا، اس لئے قیامت تک تاجر بھی غلط اور صحیح رہیں گے، اور چندہ وصول کرنیوالے بھی۔

چندہ کرنیوالوں کا عمرہ کرنا:

جوسفرا چندہ وصول کرنے کے لئے بیرون ہند جاتے ہیں، ظاہر ہے ان کوہوائی جہاز سے جانا پڑے گا، اگر پانی کے جہاز کا نظم ہے تو اس سے جانا پڑے گا، اور دونوں شکلوں سے جانے میں اس کو لمبا چوڑا خرچ کرنا پڑے گا، جو واقعی مدرسہ کا ہوگا، چونکہ اس زمانہ میں داخلی طور پر نقل مکانی کے لئے ٹرین وبس وغیرہ اور دوسرے ذرائع ہیں، ان میں بھی خرچ ہوتا ہے اور بیرون ہند جانے کیلئے ہوئی جہاز ہے، جس کا اورزیادہ خرچ ہوتا ہے، اور بیرون جانے والے کبھی براہ راست فلائٹ یا جہاز سے جاتے ہیں، اور کبھی ان کو راستے میں دوسرا جہاز بدلنا پڑتا ہے، مثال کے طور پر لندن جانیوالا براہ راست بھی جاسکتا ہے اور وایا دبئی، وایا قطر، وایا ابوظہبی، وایا جدہ وغیرہ سبھی راستوں سے جاسکتا ہے، اس طرح سے اگر وہ جنوبی افریقہ، کناڈا، امریکہ، آسٹریلیا، موریشش، ملیشیا، سنگاپور، برونائی وغیرہ جاتا ہے، تو اس کو بھی یہی راہ اختیار کرنی ہوتی ہے، اور وہ جن راستوں کے ذریعہ جاتا ہے، مثلاً دبئی، قطر، ابوظہبی وغیرہ وہاں بھی ٹرانزٹ پر رکتے ہوئے کام کر لیتا ہے، یعنی چندہ وصول کر لیتا ہے، تو اس سے ادارے کا فائدہ ہوجاتا ہے اور کبھی جب وہ وایا جدہ جاتا ہے تو جدہ میں بھی کام کر لیتا ہے، مکہ مدینہ میں بھی کام کر لیتا ہے، جس سے ادارے کا فائدہ ہوجاتا ہے، اب چونکہ جو مکہ جائے گا، چاہے بزنس وتجارت کی غرض سے جائے، یا چندہ کی غرض سے، تو ہر مسلمان پر مکہ پہنچ کر پہلا فریضہ عمرہ کی ادائیگی ہوتا ہے، تو یہ مکہ کا بھی حق ادا ہوا، اور اس سے چندہ کرنے سے ادارے کا بھی بھلا ہوا، اور چونکہ اس کو مدینہ بھی جانا ہے، وہاں چندہ بھی مقصد ہے اور اگر چندہ مقصد بھی نہ ہو، تو اس کے اپنے نبی سے محبت کا تقاضہ ہے کہ وہ مدینہ کی بھی زیارت کرے، تو یہ بھی کوئی گناہ نہیں، جب اس شکل میں مدرسہ کا فائدہ ہو رہا ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی گناہ نہیں۔

ہاں اگر جدہ اور مکہ مدینہ جائے اور تینوں جگہ واقعی مدرسہ کا فائدہ نہیں ہوا، لیکن اس نے عمرہ یا حج کیا تو یہ اس کا ذاتی عبادت کا عمل تو صحیح ہوگیا، اور چندہ کچھ نہ ہوا، تو بھی میں سمجھتا ہوں کہ کوئی گناہ نہیں، اس لئے کہ بعض مرتبہ سفیر اپنے ملک ہی میں مثلاً دہلی، گجرات، ممبئی چندہ کے لئے جاتا ہے اور مدرسہ کا خرچ بھی ہوتا ہے مگر خاطر خواہ چندہ نہیں ہوتا، بلکہ مدرسہ کو نقصان بھی بعض مرتبہ ہوتا ہے، تو چندہ کے کام میں چونکہ کوئی گارنٹی نہیں کہ سب کو بالکل اور مکمل سو فیصد کامیابی ہوہی جائے، تو بس یہی حالت عمرہ والے کی ہے، البتہ جس کو مدرسہ کے سلسلہ میں کوئی فائدہ نہیں ہوا، اور اس کا جدہ سے مکہ اور مدینہ تک جتنا خرچ ہوا ہے وہ اپنی جیب سے اس خرچ کو لگائے تو اچھا ہے، کیونکہ مدرسہ کا فائدہ نہیں ہوا، اس لئے وہ اگر ایسا کرتا ہے تو اس کی دیانت داری اور تقوی کی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر مخلص اور سچا مسلمان اپنی عبادت کو خاص طور سے عمرہ وحج کی عبادت کو تو خالص اپنے رب کی رضا کے لئے اور اپنی حلال کمائی سے کرنا پسند کرتا ہے، بعض لوگوں اور تاجروں کو غلط فہمی ہوجاتی ہے کہ جوسفرا چندہ کے لئے افریقہ وغیرہ جاتے ہیں، وہ اسی زکوۃ اور مدرسے کے پیسے سے عمرہ کرتے ہیں، حج کرتے ہیں، یہ ان کی غلط فہمی ہے، کیونکہ ان سفراء کو بھی تو کچھ اللہ کا خوف اور اللہ کا ڈر ہے، جب آپ تاجر ہوکر اپنی سچائی اور اللہ سے ڈر کا دم بھرتے ہیں، تو جوسفراء علماء اور دین سے نسبت رکھنے والے ہیں، کیا ان کو اللہ کا کچھ بھی خوف نہیں ہوگا، اگر وہ راستے میں ٹرانزٹ پر عمرہ یا حج کر لیتے ہیں تو یہ ایک جائز عمل اور اچھا کام ہے، جس کی ہر خاص وعام مسلمان کو تمنا رہتی ہے، یہ گناہ کا کام تو ہے نہیں، جس کو ایشو بنا کر سفراء کو بدنام کیا جائے، ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہئے۔

فرضی چندہ کرنے والے:

البتہ جوسفیر فرضی کاغذات تیار کر کے نکل جاتے ہیں، وہ اپنے لیے آگ تیار کرتے ہیں، چند سالہ زندگی کے لیے لوگوں کا مال ہڑپ کرتے ہیں، بیوی بچوں کا پیٹ بھرتے ہیں، ان کے اور اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں، اپنے کو ہلاکت ومصیبت میں ڈال رہے ہیں، اس طرح فرضی کاغذات پر مدرسے کے نام سے چندہ کسی صورت میں

حلال نہیں، جولوگ کمیشن پر چندہ کرتے ہیں، یہ بھی ناجائز ہے؛ کیونکہ یہ اجارہ فاسدہ ہے، اگرچہ بعض علمائے مدارس نے اسکو بھی جائز قرار دے رکھا ہے(واللہ اعلم) لیکن آدھے پر یا فی کاپی ۱۰۰/ یا ۲۰۰/روپیہ پر چندہ کرنا جائز نہیں۔

چندہ بذریعہ ڈاک:

چندہ لینے والوں کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ مدارس کے ذمہ داران مخیّرین حضرات کو ڈاک بھیجتے ہیں، جس میں مدرسہ کا آمدوخرچ کا گوشوارہ، منی آرڈر فارم اور مدرسہ کے احوال وکوائف ہوتے ہیں، مخیّرین حضرات حسب حیثیت منی آرڈر فارم کے ذریعہ رقم بھیجتے ہیں، جو مدارس مستحق ہیں وہ تو صحیح ہیں؛ لیکن بعض ایسے مدارس کہ واقعی خرچہ کے لیے تو ان کو پیسے کی ضرورت ہے، لیکن اپنی ڈاک میں لمبا چوڑا خرچ، کئی سو کونٹل غلہ اور لاکھوں کی رقم کی ضرورت کا اظہار کرتے ہیں، اس جھوٹ کے ذریعہ جو رقم آتی ہے وہ صحیح نہیں ہے، اس سلسلہ میں بعض مرتبہ ابتدائی مدارس والے ڈاکخانہ والوں سے ایڈریس بھی خریدتے ہیں، اور پھر منی آرڈر پر جو رقم آتی ہے، تو ڈاکخانہ والے ان کے ساتھ من مانی کرتے ہیں، اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو بھی مل رہا ہے ٹھیک ہے اور ڈاک خانے والے محسن ہیں، یہ صحیح نہیں، ان سب باتوں کی وجہ سے مدارس میں آج بے برکتی سب پر عیاں ہے، اللہ تعالی ہم سب کی حفاظت فرمائے، چندہ دینے والوں کو بھی صحیح شعور اور ضرورت کے احساس کی توفیق عطا فرمائے، چندہ دلوانے والوں کو بھی خیر کے کاموں میں مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور چندہ حاصل کرنے والوں کو بھی مدرسہ کے لیے حلال طریقے سے مال حاصل کرنے اور پھر صحیح مصرف میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالی تینوں طبقہ کے افراد میں اخلاص وللّٰہیت، حق پسندی اور حقیقت پسندی کا جذبہ وجوہر پیدا فرمائے اور دونوں جہاں میں سرخروئی عطا فرمائے۔

❁❁❁❁

حضرت مولانا کبیر الدین فاران مظاہری مدظلہ العالی

ناظم مدرسہ قادریہ مسروالا ہماچل پردیش کی تین تازہ ترین تصنیفات

(۱) مٹی کا چراغ جلد اول صفحات ۴۳۶/ قیمت ۳۰۰/روپے

(۲) دعوت وتبلیغ انسانیت کی اصلاح کی کلید صفحات ۳۲۔ قیمت ۲۵/روپے

(۳) استاد (زمین سے عرش تک پہنچانیوالی ذات، صفات اور حقائق کے آئینہ میں) صفحات ۴۰۔ قیمت ۳۰/روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ عزیزیہ مدرسہ قادریہ مسروالا، ہماچل پردیش

گزارش

حضرات گرامی! مدرسہ انوارالقرآن نعمت پور ایک مشہور ومقبول 70/سالہ ادارۂ دین ہے، مستقل آمدنی کچھ نہیں محض توکل علی اللہ اور معاونین کے وقتی تعاون پر اس کی تنظیم وترقی کا مدار ہے، چھ سو 600/سے زائد طلبہ اور طالبات تعلیم پارہے ہیں، قرآن کریم حفظ وناظرہ پرائمری درجات میں اردو، ہندی، انگلش، دینیات اور شعبہ عربی سال ششم تک معیاری تعلیم ہورہی ہے۔

سالانہ مصارف 80/لاکھ روپے زرنقد اور آٹھ سو کونٹل اجناس ہے، چارسو پچاس 450/طلبہ کے قیام وطعام کا نظم منجانب مدرسہ ہے، اس لئے ارباب خیر حضرات سے گزارش ہے کہ اپنے ہر نوع کے گرانقدر عطیات وافر مقدار میں دستی یا ڈاک سے ارسال فرماکر عنداللہ ماجور ومثاب ہوں، مدرس کی صراحت کے ساتھ پورا پتہ لکھا جائے، چیک، ڈرافٹ پر صرف ''مدرسہ انوارالقرآن نعمت پور'' لکھنا کافی ہے۔

مدرسہ کا اکاؤنٹ نمبر P.N.B کی برانچ برولی (Baroli) ضلع سہارنپور میں **272400010000706**/ ہے۔

رابط کیلئے موبائل نمبر: ***0132-2775516-09411293474*** ہے۔

المشتھر: (حضرت الحاج الحافظ منشی) عبدالغفور (صاحب مدظلہ)

ناظم مدرسہ انوارالقرآن نعمت پور ضلع سہارنپور (یوپی)

MADRASA ANWARUL QURAN
NIAMATPUR, SAHARANPUR (U.P) INDIA
Pin No. 247129

فکروعمل

والدین اپنی اولاد کی قدر کریں!

حمیداللہ قاسمی کبیرنگری

اولاد باعث نعمت اوررحمت ھے:

اولاد اپنے ماں باپ کے گلشن حیات کے پھول کہلاتے ہیں، گھر کی ساری رونق، خاندان کی ساری عزت، گھر کے آنگن کی ساری چہل پہل، اچھی بری شہرت اور زندگی کی ساری آبرووعزت اولاد ہی کے دم سے قائم ہے، اگر کسی کے یہاں اولاد نہ ہوں تو عالیشان مکان اور بنگلے، عزت اور نام ونمود کچھ کام کے نہیں، زندگی کی ساری دولت اور سرمایہ کسی کام کا نہیں، اگر اولاد نہیں تو زندگی بے کیف اور بے لطف معلوم ہوتی ہے، اس لئے اولاد والدین کے لئے باعث رحمت ہیں، اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’اولاد اپنے ماں باپ کے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے‘‘ جس کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی اسے کتنی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ تو وہی جانتا ہوگا جس کے یہاں اولاد نہیں ہوتی، قدم قدم پر اسے دنیا کی مصیبتوں اور مسائل سے الجھنا پڑتا ہے، خاص طور سے بڑھاپے میں اولاد کی کمی کا احساس کچھ اور زیادہ ہوجاتا ہے، چونکہ اولاد کو بڑھاپے کا سہارا گردانا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ شادی کے بعد ہر مردوعورت کی سب سے پہلی خواہش اور تمنا یہی ہوتی ہے کہ میرے گھر اور آنگن میں جلد از جلد اولاد کی شکل میں پھول کھلے، جس سے ہمارے گھر کی رونق ہو۔

اولاد والدین کے لئے نعمت غیر مترقبہ ھے:

اللہ تعالی نے انسانوں کو جہاں اور بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے، انہی نعمتوں میں ایک اہم نعمت اولاد بھی ہے، اولاد اپنی ماں باپ کی آنکھوں کا تارا، نورنظر، نورچشم اور لخت جگر کہلاتا ہے، اولاد کے لئے جتنے بھی پیار کے الفاظ کہے جاسکتے ہیں وہ کم ہیں، چونکہ والدین کی وارث اولاد ہی ہوتی ہے، اولاد جن سے والدین کی آئندہ بہت سی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں، خاندان کی عزت ورونق اور بزرگوں کی عزت وکارنامے انہیں سے وابستہ اور روشن ہوتے ہیں، اس لئے اولاد کی قدر کرنی چاہئے، یہی وجہ ہے کہ اولاد کے جینے کا حق تسلیم کرانے کے بعد پہلا فریضہ یہی ہوتا ہے کہ اس کی نشوونما اور دودھ پلانے کے حق کو تسلیم کیا جائے اور جب تک وہ خود سے کھانے پینے کے قابل نہ ہوجائیں اس کی خبرگیری کی جائے، اوراس کے بعد اس کی نابالغی کے زمانہ تک اس کی نگرانی اور اس کے خرچ کی کفالت کی جائے، چنانچہ مذہب اسلام نے ان دونوں باتوں کا بوجھ والدین پر اور خاص طور سے جہاں تک مصارف کا تعلق ہے تنہا باپ پر رکھا ہے، اس لئے اولاد کی قدر ہر حال میں کرنی چاہئے، اولاد والدین کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہیں، جو اللہ تعالی کی جانب ملتی ہے، اگر یہ نعمت نہیں ملتی تو کتنوں کو دیکھا ہے کہ وہ دردر مارے مارے پھرتے ہیں، پھر بھی ناکام رہتے ہیں، اس لئے اولاد کی قدر کرنی چاہئے، جب اللہ تعالی نے ہمیں اولاد کی نعمت سے نوازا ہے، تو اس نعمت کی قدردانی بھی ہمیں کرنی چاہئے۔

اولاد کے ساتھ شفقت ومحبت سے پیش آنا چاھئے:

اللہ تعالی نے اولاد کی زندگی کا واسطہ والدین کو بنایا ہے اور اس کی حیات کی تکمیل اور اس کی نشوونما بھی والدین کے ذمہ قرار دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے شفقت ومحبت کا پہلو بھی والدین میں رکھا ہے، اب اگر کوئی شخص اولاد کے ساتھ شفقت ومحبت سے پیش نہ آئے تو یہ بہت بڑی نادانی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹے سے فقرہ میں وہ اصول بتلا دیا جو رہتی دنیا کے لئے ایک درس عظیم ہے، کہ ’’جو شخص چھوٹے پر شفقت نہیں کرتا اور بڑوں کا ادب نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے‘‘ ایک اعرابی اقرع بن حابس دربار نبویؐ میں آیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پیار کررہے تھے، اس اعرابی کو یہ بات ادب اور وقار کے خلاف معلوم ہوئی، اس نے کہا ’’کیا آپ بچوں کو پیار کرتے

ہیں؟ میرے دس بچے ہیں، میں نے ان میں سے کسی کو کبھی پیار نہیں کیا'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر اٹھائی، پھر فرمایا: ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا'' ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا: ''اگر اللہ تعالی نے تیرے دل سے رحم وشفقت کو نکال لیا ہے، تو میں کیا کر سکتا ہوں'' ان دونوں باتوں کا منشاء یہ ہے کہ اولاد کے ساتھ محبت وشفقت سے پیش آنا چاہئے۔

اولاد کے حق میں سلامتی کی دعا کرنی چاھئے:

قرآن پاک میں اللہ تعالی نے کچھ اصول متعین کئے ہیں، جس کی روشنی میں ہم بہت کچھ پڑھ سکتے ہیں، اللہ تعالی ایمان والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ'' اس آیت میں اللہ تعالی نے جہاں اور بہت سی برائیوں سے بچانے کا حکم کرتا ہے وہیں اولاد کی سلامتی اور حفاظت کی ذمہ داری بھی عائد کرتا ہے، یعنی اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچانا والدین کا فرض ہے، مگر اس سے مقصود ان تمام برائیوں، خرابیوں اور ہلاکتوں سے ان کی حفاظت کرنا ہے، جو بالآخر انسان کو دوزخ کی آگ کا مستحق بنا دیتی ہیں، اس طرح گھر کے ذمہ دار (یعنی والدین) پر اولاد کی اخلاقی تربیت، دینی تعلیم اور نگہداشت کا فرض عائد کیا ہے، اللہ تبارک وتعالی ان لوگوں کی تعریف فرماتے اور خوش ہوتے ہیں جو لوگ اپنے اولاد کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں یا اللہ! میری اولاد کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا، ایک دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے ''اور میرے لئے میرے کاموں کو میری اولاد میں صالح بنا، میں اپنے گناہوں سے باز آیا اور میں فرمانبرداروں میں ہوں'' اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کو ہر طرح صالح اور کارآمد بنانے کی تدبیر اور دعا بھی اچھے والدین کا فرض ہے، مقصود یہ ہے کہ اولاد کو نیک اور سعادت مند بنانے کی کوشش کے ساتھ ساتھ اس کی نیکی وسعادت مندی کی دعا بھی مانگتے رہنا چاہئے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ''نیک بندے جس طرح اپنے ماں باپ کے حق میں مغفرت کی دعا مانگتے ہیں اور ان کی خدمت کی توفیق چاہتے ہیں اسی طرح وہ اپنی اولاد کے حق میں اپنی کوششوں کی کامیابی کے متعلق بھی دعا کرتے ہیں''۔

اسلام میں سب کے حقوق متعین ھیں:

شریعت مطہرہ میں اللہ تعالی اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ اپنے بندوں کے حقوق بھی متعین کئے ہیں، اولاد کا حق، والدین کا حق، بیوی کا حق، شوہر کا حق، پڑوسیوں کا حق اور رشتہ داروں کا حق، غرضیکہ اللہ تعالی نے سب کے حقوق متعین کر دیئے ہیں، یہاں بتلانا مقصود صرف یہ ہے کہ جس طرح ماں باپ کے حقوق اولاد پر ہیں، اسی طرح اولاد کے حقوق بھی ماں باپ پر ہیں، اور یہ ایسا عنوان ہے جس کا سراغ دوسری آسمانی کتابوں میں نہیں ملتا، اس سے یہ سمجھنا چاہئے کہ اسلام سے پہلے والدین کو تو اپنی اولاد پر غیر محدود اختیارات حاصل تھے، مگر اولاد کا باپ پر کوئی حق تسلیم نہیں کیا گیا تھا، اور اس کو والدین کی بزرگی کے خلاف سمجھا گیا تھا، لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جو مذہب لیکر لائے اس کی شریعت میں حقوق کے مسئلہ میں بڑوں چھوٹوں کی تفریق نہیں، وہ جس طرح چھوٹوں پر بڑوں کے جائز حقوق تسلیم کرتا ہے، اسی طرح وہ چھوٹوں کے بھی بڑوں پر مناسب حقوق قائم کرتی ہے، یہ وہ اصول ہیں جو چھوٹوں اور بڑوں کے باہمی حقوق کی بنیاد اسلام میں قائم کی گئی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ ترازو ٹھیک اور سیدھی رہے تو ہر انسانی جماعت میں چھوٹوں، بڑوں، افسروں، آقاؤں، نوکروں، بزرگوں اور عزیزوں کے درمیان کسی قسم کی ناگواری اور آزردگی پیدا نہ ہونے پائے، جب بھی چھوٹوں اور بڑوں میں کسی قسم کی ناگواری پیش آئی ہے تو اس کا سبب یہی ہوا ہے کہ حقوق کے ترازو کے ان دونوں پلڑوں میں توازن قائم نہیں رہ پایا، اس لئے ضروری ہے کہ حقوق کے ترازو کو غیر جانب دار رکھا جائے، اولاد چھوٹی ہو یا بڑی حقوق میں چھوٹا بڑا نہیں گردانا جاتا، بلکہ اس میں برابری کا پہلو مدنظر رکھا جاتا ہے ایک والدین کا فرض یہی بنتا ہے کہ اولاد کے درمیان حقوق کے سلسلہ میں توازن برقرار رکھیں، کسی اولاد پر برتری کا پہلو نہ ہونے دیں، ورنہ والدین کی عاقبت خطرے میں پڑ سکتی ہے، چونکہ اللہ تعالی کے یہاں ہر ایک سے حقوق کے متعلق باز پرس ہوگی۔ ❁

جائزہ

خواتین کی مدارس کے تئیں زریں خدمات

مولانا محمد عامر ندوی ناظم مرکز الامین الاسلامی للبنات، ٹونک

پیش نظر مقالہ ابنائے ندوہ قدیم وجدید کے پروگرام منعقدہ گنگا پورسٹی راجستھان میں ۱۵؍جنوری ۲۰۱۴ء کو پڑھا گیا، جو مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری کی صدارت میں منعقد ہوا تھا، اس پروگرام میں مولانا فیصل بھٹکلی ندوی، مولانا شیخ ابرار احمد ندوی اور قرب وجوار کے علماء وصلحاء نے شرکت کی، قارئین کے استفادہ کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

قبل اس کے کہ آپ حضرات کے سامنے مرکز الامین الاسلامی للبنات کا تعارف پیش کیا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موضوع کی مناسبت سے خواتین کے مدارس کی زریں تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالی جائے:

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے سوز سے ہے زندگی کا سوز دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے خاک ہے اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج درمکنون
مکالمات فلاطون نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلہ سے ٹوٹا شرار افلاطون

اگر ہم عہد نبوی اور اسلامی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی اسلامی ودینی تعلیم وتربیت کا یہ سلسلہ اس دور کی پیداوار نہیں ہے، بلکہ ہمیں معتبر روایات سے علم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں آپ نے ایک صحابیہ کی درخواست پر مستورات کے لئے بدھ کا دن مخصوص کر دیا تھا، صحابیات جمع ہوتی تھیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین سیکھا کرتی تھیں، صحابیات کے علمی ذوق وشوق اور بلند ہمتی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کا شمار ان چودہ حضرات میں ہوا کرتا تھا جن کا قول آنے پر بڑے بڑے فقہاء صحابہ جن کی تعداد حافظ ابن القیم کے مطابق ۱۶۹؍تھی وہ بھی اپنے قول سے رجوع کرلیا کرتے تھے۔

ایک طرف عہد نبوی میں تعلیم وتعلم کا یہ معاملہ تھا تو ساتھ ہی ہمیں یہ بھی نظر آیا کہ صحابیات نے اپنے بلند اخلاق علم وحکمت اور دانائی کا بارہا ثبوت پیش کیا، ایک طرف ہم نے دیکھا کہ حضرت خدیجہ کس طرح آپ کی تسلی کا سامان فراہم کیا کرتی تھیں کہ اللہ تعالی آپ کو ضائع نہیں ہونے دیں گے، حدیث شریف کے الفاظ ہیں: "انك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقرى الضيف وتعين على نوائب الحق" تو دوسری طرف حضرت فاطمہ بنت خطاب، حضرت عمر بن خطاب کے ایمان قبول کرنے کی راہیں ہموار کررہی ہیں، تو ام حکیم اپنی حکمت اور دانشمندی سے اپنے شوہر کو دربار نبوت سے معافی دلوارہی ہیں، اسی طرح ام سلیم اولاد کی تربیت اس انداز میں کررہی ہیں کہ اللہ کے رسول کے خادم خاص ہونے کا شرف حاصل ہورہا ہے، ادھر ابوطلحہ سے حق مہر میں قبول اسلام کا مطالبہ کررہی ہیں، حضرت ام سلمہ اپنی دانائی کا ثبوت اپنا مشورہ دیکر پیش کررہی ہیں کہ تمام صحابہ فوراً اس عمل پر آمادہ ہورہے ہیں کہ جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاہ رہے ہیں۔

خواتین اسلام میں تدریس کا آغاز حضرت سیدہ عائشہ سے ہوا، بعد میں تابعیات میں بڑے پیمانہ پر یہ سلسلہ چلا، شروع کی صدیوں میں تو خواتین نے گھروں کو ہی تعلیم وتربیت کا مرکز بنائے رکھا اور اس دوران خواتین کے علاوہ مرد علماء، فقہاء اور صلحاء بھی ان سے علمی فیض حاصل کرتے رہے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مدارس بننے کا رواج پڑا، تو نسوانی مدارس بھی قائم کئے گئے، اسلامی تاریخ کو بنظر غائر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین اپنے وقت کے بڑے بڑے پبلک مدارس میں رہ کر علم حدیث حاصل کرتی تھیں، بہت سے مسودات اس بات پر شاید ہیں کہ وہ طالبات کے روپ میں خواتین کے بڑے بڑے جامعات میں

اپنی زندگی کا قیمتی حصہ حصول علم میں گزارتی تھیں اوران میں سے بعض اپنی بقیہ زندگی معلّمات کی حیثیت سے مدارس میں گزاردیتی تھیں۔

خواتین کا سب سے پہلا مدرسہ مغرب اقصی کے شہر فاس میں ۲۴۵ ہجری میں قائم ہوا جو آج بھی جامعۃ القرویین کے نام سے موجود ہے، اس کو ایک عابدہ زاہدہ نیک خاتون ام البنین حضرت فاطمۃ بنت محمد بن عبداللہ فہریہ نے تعمیر کروایا، عربی کے الفاظ اس طرح ہیں:"جامعة القرويين بمدنية فاس بالمغرب هى اقدم جامعة انشئت فى تاريخ العالم واقدمها على الاطلاق قامت ببنائها السيدة فاطمة بنت محمد الفهرى القيروانى، نسبة بمدينة القيروان عام ٢٤٥/هجرى"۔

اسی طرح ان کی بہن مریم بنت عبداللہ فہریہ نے اسی سال میں ایک مسجد تعمیر کی، بعد میں یہ مسجد جامع الاندلسی کے نام سے مشہور ہوئی، اس میں صدیوں تک علوم وفنون پڑھائے جاتے رہے، پھر اسے جامعۃ القرویین ہی کی ایک شاخ بنادیا گیا۔

خطیب بغدادی کی کتاب ''الکفایۃ فی علم الروایۃ'' پر بہت سے نوٹس سے پتہ چلتا ہے کہ نعیمہ بنت علی اور ام احمد زینب بنت المکی اور بہت سی دوسری خواتین نے اپنے وقت کے بڑے مدارس جیسے ''مدرسہ عزیزیہ'' میں رہ کر اپنی پوری زندگی علم حدیث کی خدمت میں گزاردی، اسی طرح مختلف اوقات میں درج ذیل خواتین اپنے علم اور علم دوستی اور علمی شوق کے لئے مشہور ہوئیں، بی بی مریم اندلسیہ نے درسگاہ قائم کی تو فخرالنساء ایک عہد پایہ محدثہ اور کاتبہ تھیں، اندلس کی عالمہ فاضلہ فاطمہ بنت محمد نے اپنا بہت بڑا مدرسہ کھولا جس میں عورتوں کو ہرقسم کی تعلیم دی جاتی تھی، غرضیکہ ایک طویل داستان ہے ان بلند ہمت خواتین کی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عہد نبوی سے لیکر ہر دور میں دختران قوم وملت وخواتین کی تعلیم وتربیت کی فکر کی جاتی رہی ہے، ناسپاسی ہوگی اگر ان باحوصلہ ماؤں کا ذکر نہ کیا جائے جن کے فیض صحبت اوراعلی تربیتی نظام نے امت کو وہ اولیاء وصلحاء عطا کئے جو لاکھوں لوگوں کی ہدایت کا سامان بنے، حضرت بایزید بسطامیؒ، امام غزالیؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاء اوراخیر دور میں حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ ان تمام عظیم الشان شخصیات کے کردار کی تعمیر انہیں باحوصلہ اور نیک ماؤں کا کارنامہ ہے جن کے خلوص وللّٰہیت اورتقوی وپرہیزگاری نے ملت کو یہ سرمایہ عطا کیا:

هزاروں سال نرگس اپنی بےنوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اس مختصر تمہید کے بعد جس کا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ ہرزمانہ اور ہر دور میں خواتین کی تعلیم وتربیت کی فکر ہوتی رہی ہے، اسی زریں سلسلہ کی ایک کڑی شہر ٹونک کا مشہور ومعروف ادارہ ''مرکز الامین الاسلامی للبنات'' ہے جس کا قیام ۲۰۰۸ء میں حضرت مولانا عبداللہ حسنی ندوی رحمہ اللہ کی زیرسرپرستی ہوا، تاکہ بچیاں دینی تعلیم سے آراستہ ہوسکیں کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن ❁ کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسہ زن ❁ ہے عشق ومحبت کیلئے علم وہنر موت

لہٰذا ایسے مدارس کا قیام بے انتہا ضروری ہے جہاں قوم وملت کی بچیاں دین سیکھ سکیں، خدا کا فضل ہے کہ چھ سالہ مختصر سی مدت میں ترمذی شریف تک تعلیم ہورہی ہے، اورصوبہ راجستھان کے مختلف اضلاع کی طالبات یہاں آکر زیور تعلیم سے آراستہ ہورہی ہیں مثلاً: ٹونک، اجمیر، گنگا پورسٹی، جیسلمیر، الور، بیاور، سوائی مادھوپور، جے پور، کوٹہ، باراں، چورو یہاں تک کہ مدھیہ پردیش اور ہریانہ سے بھی طالبات آکر اس ادارہ سے فیض یاب ہورہی ہیں، اورایک بڑی تعداد ایسی طالبات کی ہے جن کے سرپرستوں پر یہ بات روزروشن کی طرح عیاں ہوچکی ہے:

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین ومروت کے خلاف

اس لئے اپنی لخت جگر اور دختر نیک اختر کیلئے ایسی تربیت گاہ کے متلاشی تھے جہاں وہ اہل کلیسا کے نظام تعلیم کی آلودگیوں سے محفوظ رہ سکیں۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

ان روشن خیال والدین کو یہ معلوم ہو چلا تھا کہ مدرسہ سب سے بڑی کارگاہ ہے جہاں آدم گری اور مردم سازی کا کام ہوتا ہے، جہاں دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی تیار ہوتے ہیں، مدرسہ عالم اسلام کا پاور ہاؤس ہے، جہاں سے اسلامی آبادی بلکہ انسانی آبادی میں بجلیاں تقسیم ہوتی ہیں، مدرسہ وہ کارخانہ ہے جہاں قلب ونگاہ اور ذہن ودماغ ڈھلتے ہیں۔

یہ مدرسہ ہے تیرا میکدہ نہیں ساقی
یہاں کی خاک سے انسان بنائے جاتے ہیں

مرکز الامین نے جہاں ایک طرف بچیوں کی دینی تعلیم وتربیت کا سامان مہیا کیا ہے وہیں انہیں عصری علوم وفنون سے بھی آراستہ وپیراستہ کرنے کا معقول انتظام کیا ہے،اسی طرح Vocational Training میں ان کے لئے کمپیوٹر، سلائی وکشیدہ کاری کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے، ہم نے دینی واخلاقی فریضہ سمجھتے ہوئے اس صحراء راجستھان میں نور کا ایک منارہ روشن کردیا ہے، جس راجستھان کے بارے میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ:

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے ❁ ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

کب تک اندھیروں کو کوستے رہیں گے، مجھے احمد فراز کا یہ شعر بار بار یاد آتا ہے کہ:

شکوۂ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر تھا ❁ اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

شمع روشن ہو چکی ہے، بس اب تو درخواست صرف اتنی سی ہے کہ اس کی لو مدھم نہ پڑے اور پورے آب وتاب کے ساتھ روشن رہے:

اب خزاں اپنے مقدر میں ہے ہی نہیں ❁ ہم نے ماحول بنایا ہے بہاروں کیلئے

یہ ادارہ صرف ٹونک واہل ٹونک کے لئے نہیں قائم کیا گیا بلکہ اس کا دائرۂ عمل پورا صوبہ راجستھان ہے اور جو ادارہ پورے راجستھان کیلئے ہو، اس کا تعاون بھی پورے راجستھان والوں ہی کو کرنا ہوگا۔

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

شعبہ عربی ادب میں داخلے

مرکز احیاء الفکر الاسلامی میں امسال ایک شعبہ عربی ادب کا بھی قائم کیا گیا ہے، جس میں فضلائے مدارس کے لئے عربی زبان وادب میں مہارت پیدا کرنے کے لئے اچھے عربی ادب کے اساتذہ کا انتخاب کیا گیا ہے، اس شعبہ میں ایک سال کی مدت میں عربی زبان میں بولنے اور لکھنے کی صلاحیت پیدا کی جائیگی انشاء اللہ۔

اس لئے عربی زبان وادب کے شائقین اور ذوق رکھنے والے طلبہ شعبان کے اخیر تک اپنی درخواستیں دیکر اپنی سیٹیں بک کرالیں، سیٹیں محدود ہیں۔

رابطہ قائم کریں

دفتر: مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفر آباد، سہارنپور
Mob. 9719831058, 9758530623

جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں داخلے

جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات لڑکیوں کی اعلی دینی وعصری تعلیم وتربیت کا ایک مثالی ادارہ ہے، جس میں دس سے سال مسلمان بچیاں تعلیم حاصل کررہی ہیں، اور پانچ سال کی قلیل مدت میں عالمۂ دین بن رہی ہیں، پردے اور کھانے پینے کے معقول نظم کے ساتھ اعلی اور معیاری تعلیم ہے، جو مسلمان اپنے جگر گوشوں بچیوں کو عالمۂ دین بنانا چاہیں وہ رابطہ قائم کریں، اور اپنی بچیوں کا داخلہ کرائیں۔

۸/شوال سے جامعہ میں داخلے شروع ہو جائیں گے۔

رابطہ قائم کریں

دفتر: جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات، مظفر آباد، سہارنپور
Mob. 9719831058, 9758530623

انکشاف

گستاخ رسول کا انجام

مولانا محمد جنید قاسمی مرکز التراث الاسلامی دیوبند

برصغیر ہند پر جب انگریزوں کا سکہ رائج ہونے لگا، تو انہوں نے برادران وطن پر ظلم وستم کی انتہا کر دی، اس ظلم وستم سے عاجز آ کر ملک کے باشندوں نے خصوصاً علمائے اسلام نے اس جانب خصوصی توجہ دی اور ملک کو انگریز کے منحوس قدم سے پاک کرنے کی ٹھان لی، چنانچہ انگریز کے ساتھ بہت سارے معرکے ہوئے، جس کے نتیجے میں ملک ہندوستان چھوڑ کر انگریزوں کو جانا پڑا، اسی اثناء میں مسلمانوں کے درمیان انتشار پیدا کرنے کے لئے ایک انگریزی نبی اور انگریزی نبوت کی داغ بیل ڈالی گئی، جس کا سہرا منشی مرزا غلام احمد قادیانی کے سر رکھا گیا، اس شخص نے بھی اس فتنہ کو تناور درخت کی شکل دینے کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور اپنی انگریز نوازی کا پختہ ثبوت پیش کیا، اس فتنہ کے باعث امت مسلمہ میں کافی تشویش پائی گئی، بالآخر منشی قادیانی جی ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو اپنی منہ مانگی دعا کے نتیجے میں ہیضہ کے عارضہ میں مبتلا ہو کر جہنم رسید ہو گیا، اس واقعہ کی تصدیق خود مرزا قادیانی کی تحریر میں ملاحظہ ہو۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۷۸/۵ خط نمبر ۲۷۶)

”مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسر) کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الہدی، مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے، ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود وکذاب دجّال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجّال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے، میں نے آپ سے بہت دُکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا، مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے، تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے، اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے، پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں، یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں محض دُعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے، اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو دل کے حالات سے واقف ہے، اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی

سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین، مگر اے میرے کامل اور صادق خدا، اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر، مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے رُوبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دُکھ دیتا ہے، میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا، مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی، وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت" لاتقف مالیس لك به علم" پر بھی عمل نہیں کیا، اور تمام دُنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد، ٹھگ، دکاندار، کذاب، مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے، سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا، مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے، اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دُنیا سے اٹھا لے، یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا ہو، اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں، اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم: عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد المسیح الموعود عافاہ اللہ واید، مرقوم تاریخ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ روز دوشنبہ۔

مرزا قادیانی اپنی دعا کے مطابق کہ:"میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین، مگر اے میرے کامل اور صادق خدا، اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر، مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے" مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ کی زندگی ہی میں مرزا قادیانی منہ مانگا "وبائی ہیضہ" کے عارضہ میں مبتلا ہو کر جہنم رسید ہو گیا اور مولانا ثناء اللہ صاحب مرزا کے مرنے کے بعد چالیس سال زندگی گزار کر ۱۵/مارچ ۱۹۴۸ء بروز پیر میں وفات پائی۔

مرزا قادیانی کی موت ہیضہ کے عارضہ سے ہوئی، اس کے دلائل منشی قادیانی جی کی ہسٹری پر لکھی گئی مرزائی کتاب "سیرۃ المہدی" اور حیات ناصر کا بھی سہارا لیا جا سکتا ہے، اس لئے امت مسلمہ کے ہر فرد کے ذہن میں یہ بات رہنی چاہیے کہ قادیانیت تحریک بنام احمد یہ مسلم جماعت، اس کا اسلام مذہب اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس تحریک کے عنصر میں یہ داخل ہے کہ ضروریات دین کا انکار کیا جائے، تحریف قرآن کا قائل ہوا جائے اور احادیث نبویہ کی من مانی تشریح کی جائے، اور یہ چیزیں اسلام مذہب سے باہر نکال پھینکتی ہے، اس لئے قادیانی حضرات جو خود کو احمدی کہتے ہیں وہ دائرے اسلام سے خارج ہوتے ہیں، مسلمانوں کو ان سے احتراز کرنی چاہیے۔ ❁❁

اعجاز قرآنی

انوکھا انداز گفتگو

قرآن کی زبان میں بات کرنے والی خاتون

مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری

یہ واقعہ حضرت عبداللہ بن مبارک کے ساتھ پیش آیا تھا جو اپنے دور کے بڑے عابد، زاہد، محدث وفقیہ اور حضرت امام ابوحنیفہ کے شاگرد رشید تھے، ہوا یہ کہ آپ حج بیت اللہ اور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت سے فارغ ہوکر لوٹ رہے تھے، دوران سفر آپ کی ملاقات ایک سن رسیدہ اعجوبۂ روزگار خاتون سے ہوئی جو قافلے سے بچھڑ کر راستہ بھٹک گئی تھی اور ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی، آپ اس کے پاس سے گزرے خاتون کو پریشان اور مایوس پاکر آپ نے اس سے بات چیت کی، حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ خاتون آپ کی ہر بات کا جواب قرآنی آیات سے دیتی تھی، اس واقعہ سے جہاں قرآن مجید کی جامعیت ووسعت کا پتہ چلتا ہے اسلاف کی اس سے عقیدت ومحبت کا بھی کچھ اندازہ ہوتا ہے، لیجئے وہ بات چیت ملاحظہ فرمائیے:

حضرت عبداللہ بن مبارک: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خاتون: "سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيمٍ"۔

یعنی سلام نہایت مہربان رب کا قول ہے، مراد یہ ہے کہ سلام کا جواب تو خود اللہ کی جانب سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: تم یہاں جنگل میں کیا کررہی ہو؟۔

خاتون: "مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ" جس شخص کو اللہ راہ سے بھٹکتا چھوڑ دے کون ہے جو اس کی راہ نمائی کرے، مراد یہ ہے کہ میں راستہ بھول گئی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: تم کہاں جانا چاہتی ہو۔

خاتون: "سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى" پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد ﷺ) کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔

مذکورہ آیت تلاوت کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ فریضہ حج ادا کرکے لوٹ رہی ہے، اور اب بیت المقدس جانا چاہتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: تم کتنے دنوں سے اس بیابان میں بھٹک رہی ہو؟۔

خاتون: "ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا" کامل تین راتوں سے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: میرا خیال ہے کہ تمہارے ساتھ کچھ کھانے وغیرہ کا سامان بھی نہیں ہے، تمہارے کھانے کا کیا انتظام ہے؟

خاتون: "وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ" وہ خدا مجھے کھلاتا ہے پلاتا ہے، یعنی کہیں نہ کہیں سے رزق مہیا ہوجاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: کیا وضو کا پانی موجود ہے۔

خاتون: "فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا" اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو، مطلب یہ ہے کہ پانی نہیں مل رہا ہے، تو تیمّم کرلیتی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: میرے ساتھ کھانا موجود ہے کیا میں تمہارے لئے کھانا لاؤں۔

خاتون: "ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ" پھر روزوں کو رات کے آغاز تک پورا کرو، اشارہ یہ تھا کہ میں روزہ سے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: یہ تو رمضان کا مہینہ نہیں ہے۔

خاتون: "وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ" اور جو نیکی کے طور پر خوشی سے روزہ رکھے تو بیشک اللہ تعالی شکر گزار اور علیم ہے،

مطلب یہ تھا کہ نفلی روزہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: لیکن سفر میں تو روزہ افطار کر لینے کی اجازت ہے۔

خاتون: "وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌلَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ" اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: جس طرح میں تم سے گفتگو کر رہا ہوں، آپ بھی اسی انداز میں بات کریں۔

خاتون: "مَايَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ" وہ (انسان) کوئی بات نہیں کرتا، مگر یہ کہ اس کے پاس ایک مستور نگہبان ضرور ہوتا ہے (یعنی چونکہ انسان کے ہر لفظ پر ایک فرشتہ نگہبانی کرتا ہے اور اس کا اندراج ہوتا ہے، اس لئے بر بنائے احتیاط میں قرآن کے الفاظ میں ہی بات کرتی ہوں)۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتی ہو۔

خاتون: "وَلَاتَقِفُ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا" جو بات تمہیں معلوم نہ ہو اس کے درپے نہ ہو، بیشک کان، آنکھ اور دل اس کی طرف سے جوابدہ ہیں، یعنی جس معاملہ کا پہلے سے آپ کو کچھ علم نہیں ہے، اور جس سے کچھ واسطہ نہیں ہے، اسے پوچھ کر اپنی قوتوں کو کیوں ضائع کرتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: اگر میرے اس سوال سے تمہیں کوئی تکلیف پہنچی ہے تو میں اس غلطی پر معافی چاہتا ہوں۔

خاتون: "لَاتَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ" آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: کیا آپ میری اونٹنی پر بیٹھ کر قافلہ سے جا ملنا پسند کریں گی۔

خاتون: "وَمَاتَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ" اور جو تم نیکی کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اسے جان لیتا ہے (یعنی اگر آپ مجھ سے یہ سلوک کرنا چاہیں تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا)۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: میں نے اپنا اونٹ بٹھا دیا اور اس کے سوار ہونے کا انتظار کرنے لگا میں نے محسوس کیا کہ اسے کچھ تردد واضطراب ہے۔

خاتون: "قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ" اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مومنین سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: میں مدعاً سمجھ گیا اور منہ پھیر کر ایک طرف کھڑا ہو گیا لیکن جب خاتون سوار ہوئیں تو اونٹنی بدکی اور خاتون کا کپڑا کجاوے میں الجھ کر پھٹ گیا اور وہ پکار اٹھیں۔

خاتون: "وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ" تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہی کئے کرائے (کوتاہی اور لغزش) کا نتیجہ ہے، خاتون گویا حضرت عبداللہ کو توجہ دلا رہی تھیں کہ یہاں کچھ مشکل پیش آ گئی ہے، حضرت عبداللہ سمجھ گئے اور اونٹنی کا پیر باندھا اور کجاوے کے تسمے درست کئے، خاتون نے حضرت عبداللہ کی مہارت اور قابلیت کی تحسین کرنے کے لئے ایک آیت کے ذریعہ اشارہ کیا "فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمَانَ" ہم نے سلیمان علیہ السلام کو اس معاملے میں فہم وبصیرت دی اور پھر جب سواری کا مرحلہ طے ہو گیا، تو خاتون نے سواری کے چلانے کی آیت پڑھی: "سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَاكُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے مفید خدمت کے قابل بنا دیا ورنہ ہم اپنے بل بوتے پر اس قابل نہ تھے، اور یقیناً ہمیں لوٹ کر (جوابدہی کیلئے) اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: میں نے اونٹنی کی مہار تھامی اور حدی (عربوں کا مشہور نغمہ سفر) الاپتے ہوئے ہم تیز چلنے لگے۔

خاتون: "وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ" اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو، اور اپنی آواز دھیمی رکھو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: میں بات سمجھ گیا اور آہستہ آہستہ چلنے لگے، اور میں نے گنگنانے کی آواز بھی پست کر دی۔

خاتون: ”فَاقْرَءُ وا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ“ پھر قرآن میں جتنا کچھ آسانی کے ساتھ پڑھ سکو پڑھو، یعنی فرمائش ہوئی کہ حدی (شعر ونغمہ) کے بجائے قرآن میں سے کچھ پڑھیے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: میں قرآن کریم پڑھنے لگا۔

خاتون: خاتون نے اس پر خوش ہو کر کہا ”وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُوْلُوا الْاَلْبَابِ“ اور اہل دانش وبینش ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: اے خالہ کیا آپ کے شوہر ہیں، یعنی زندہ ہیں۔

خاتون: ”یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَاتَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤْکُمْ “اے ایمان والو! ایسی باتوں کے متعلق نہ پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری معلوم ہوں، خاتون کا مطلب یہ تھا کہ اس معاملہ میں سوال نہ کرو اور قرینہ بتا رہا تھا کہ غالباً خاتون کے شوہر فوت ہو چکے ہیں، آخر کار ان دونوں نے قافلے کو جا پکڑا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: اس قافلہ میں آپ کا کوئی بیٹا یا عزیز ہے، جو آپ سے تعلق رکھتا ہے۔

خاتون: ”اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا“ مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں، یعنی میرے بیٹے بھی قافلے میں شامل ہیں، اور ان کے ساتھ مال واسباب بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: آپ کے بیٹے قافلے میں کیا کام کرتے ہیں، حضرت کا مدعا یہ تھا کہ ان کے پہچاننے میں آسانی ہو۔

خاتون: ”وَعَلَامَاتٍ وَبِالنَّجْمِ ھُمْ یَھْتَدُوْنَ“ اور نشانیاں ہیں اور ستاروں سے وہ راہ پاتے ہیں، مفہوم یہ تھا کہ وہ قافلہ کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: کیا آپ ان کا نام بتا سکتی ہیں؟

خاتون: ”وَاتَّخَذَاللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا، وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا، یَایَحْیٰی خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّۃٍ“ اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا، اور موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، اے یحییٰ اس کتاب کو قوت سے پکڑو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: میں سمجھ گیا کہ اس کے تین بیٹے ہیں ان کا نام ابراہیم، موسیٰ اور یحییٰ ہے، میں نے نام لیکر ان تینوں کو آواز دی تو تین خوبصورت نوجوان میری طرف بڑھے اور پھر جب انہوں نے اپنی والدہ کو دیکھا تو ان کو خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی۔

خاتون: ان کی ماں نے انہیں خطاب کر کے کہا: ”فَابْعَثُوْا اَحَدَکُمْ بِوَرِقِکُمْ ھٰذِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَلْیَنْظُرْ اَیُّھَا اَزْکٰی طَعَاماً فَلْیَاتِکُمْ بِرِزْقٍ مِّنْہُ“ سو تم اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دیکر شہر روانہ کرو، تا کہ وہاں کھانے کی پاکیزہ چیزیں تلاش کرے اور اس میں سے تمہارے لئے کھانا لے آئے، ان میں سے فوراً ایک لڑکا کھانا لینے چلا گیا جب کھانا لے آیا تو میرے سامنے رکھ دیا گیا، اور اس خاتون نے کہا: ”کُلُوْا وَاشْرَبُوْا ھَنِیْئاً بِّمَااَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَۃِ“ ہنسی خوشی کھاؤ پیو یہ سب اس اچھے کام کے بدلے ہے، جو تم نے گذشتہ ایام میں کیا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: میں نے کہا خدا کی قسم مجھ پر یہ کھانا حرام ہے، اس وقت تک جب تک کہ مجھ کو تم لوگ اپنی والدہ کے بارے میں کچھ نہ بتا دو۔

ان نوجوانوں نے کہا کہ یہ ہماری والدہ ہیں جو پورے چالیس سال سے صرف قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتی ہے اور یہ اس ڈر سے کہ کہیں ان سے کوئی غلط بات نکل جائے اور وہ پروردگار کی ناراضگی کا سبب بنے۔

خاتون: پھر خاتون نے دوسری آیت پڑھی جس کا منشاء یہ تھا کہ میں آپ کے حسن سلوک کی شکر گزار ہوں: ”ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ“ نیکی کا بدلہ نیکی سے ہی ہو سکتا ہے، یہاں پہنچ کر یہ مبارک گفتگو ختم ہو گئی ہو۔

❁❁❁❁

تبصرے

نئی کتابوں پر تبصرہ

حمیداللہ قاسمی کبیرنگری

نام کتاب: تذکیر ودعوت

مرتب: ڈاکٹرعبداللہ قاسمی

افادات: جناب ڈاکٹر غلام کریم صاحبؒ

صفحات: ۵۰۰ قیمت: درج نہیں

ناشر: احسان پبلی کیشنز ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ۔

پیش نظر کتاب ’’تذکیر ودعوت‘‘ طبیبِ حاذق حضرت مولانا ڈاکٹر عبداللہ صاحب قاسمی کی ایک عمدہ تالیف ہے، جس میں انہوں نے اپنے والد محترم جناب ڈاکٹر غلام کریم صاحبؒ کے ملفوظات اوران کی زندگی میں پیش آنے والے حالات وواقعات کو بڑے نرالے اوراچھوتے انداز میں پیش کیا ہے، اس کتاب کو پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ملفوظ وسوانح حیات نہیں بلکہ یہ ایسی کتاب ہے جو تمام انسانوں کے لئے یکساں مفید ہے، یہ کتاب صرف ایک کتاب ہی نہیں بلکہ پڑھنے والوں کے لئے غذا بھی ہے، کیونکہ اس کتاب میں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے، عام طور سے زندگی میں جتنے بھی مسائل درپیش ہیں چاہے وہ اخلاقی ہوں یا معاشرتی سب پرانہوں نے روشنی ڈالی ہے، جس سے یہ کتاب ایک رہنما اور گائڈ کی حیثیت رکھتی ہے، بنیادی طور پر اس کا مطالعہ دلچسپی کا سامان رکھتا ہے اوراس میں ایک صحیح الفکر انسان کو زندگی گزارنے، دین کے راستے پر لگنے اوراس میدان میں کام کرنیوالوں کے لئے رہنما اصول بتلائے گئے ہیں۔

صاحب افادات ڈاکٹر غلام کریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک باہمت اور حوصلہ مند انسان ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے سینے میں امت کا درد بھی رکھنے والے تھے، ان کے اقوال وافعال سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی خدا کی مرضی کے مطابق گزاری، چونکہ اپنی ہر بات کو حتی الامکان قرآن وحدیث سے جوڑنے کی کوشش کرتے تھے، کوئی بھی کام سنت نبوی کے خلاف کرنا پسند نہیں کرتے، اپنے اور پرائے کو بھی اس کی تلقین کرتے، دعوتی میدان میں زندگی کے اکثر اوقات صرف کرتے، یہی نہیں بلکہ دعوت کے کام کو شوق وجذبہ سے انجام دیتے، اپنے گھر والوں کو شریعت پر عمل کرنے کی تاکید کرتے، گویا ان کی زندگی ایک مثالی زندگی تھی، جسے ہر انسان کو اپنانا چاہئے، زندگی کے متعلق ایک جگہ انہوں نے خود فرمایا کہ ’’زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، معاملات کی صفائی، بے کار باتوں اور لغو حرکتوں سے الگ رہنا، امانتوں اور عہدوں کا پاس ولحاظ، حقوق وفرائض کی نگہداشت کرنا، شدت اور پریشانی کے وقت صبر وتحمل سے کام لینا، قول وعمل میں سچا اور پکا ہونا، خوشحالی اور تنگی میں اللہ کے لئے خرچ کرنا، آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنا، غصے کی حالت میں بے قابو نہ ہونا، اللہ کی راہ میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کرنا، دل کو ریا اور نمائش سے خالی رکھنا اور اخلاص سے لبریز رکھنا، اصول کے معاملے میں لچک قبول نہ کرنا، رات کے آخری حصہ میں اللہ کے سامنے کھڑے ہونا، اپنے کو اور ساتھیوں کو برابر مصروف رکھنا، جمود وتعطل سے بچانے کی کوشش کرنا، دعوت الی اللہ کیلئے نئے نئے میدانوں کا انتخاب کرنا اور سابقہ میں استحکام کے لئے جدوجہد کرتے رہنا‘‘۔ یہ ایسے چند اصول ہیں جن کو ہر شخص اپنا کر کامیابی حاصل کرسکتا ہے، غرضیکہ اس کتاب میں ایسے جامع اصول اوراہم ہدایات موجود ہیں جن کی روشنی میں ایک صحیح العقیدہ انسان منزل مقصود تک آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔

اخیر میں مؤلف محترم نے صحت وتندرستی کے کچھ بنیادی اصول بھی مرتب کئے ہیں، یہ اصول روزمرہ کی زندگی میں بہت اہمیت کے حامل ہیں، اگر ان اصولوں کو پابندی سے اختیار کیا جائے یا ان پر عمل کیا جائے تو یقیناً غیر معمولی فائدہ ہوگا، چونکہ مؤلف موصوف ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ طبیب حاذق بھی ہیں، جن سے ہمہ وقت ایک خلق کثیر فائدہ اٹھاتی ہے، ڈاکٹر عبداللہ صاحب قابل مبارک باد ہیں کہ انہوں نے اپنے والد محترم کی باتوں کو، ان کے مشوروں کو ایک کتابی شکل دیدی، کسی کے اقوال کو قلمبند کرنے کیلئے قربت اور صحبت کا ہونا ضروری ہے، اور یہ سب چیزیں ڈاکٹر صاحب میں موجود ہی تھیں، اس لئے ڈاکٹر صاحب اپنے والد محترم کے خلف الصدق اور سچے جانشین ثابت ہوئے، بہر حال یہ کام جو انہوں نے انجام دیا ہے لائق تحسین ہے، اللہ تعالی اس کو قبول فرمائے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اس کتاب کو حاصل کرکے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں اور اپنی زندگی میں اس کو مشعل راہ بنائیں، کتاب ظاہری ومعنوی خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ ہے۔

مختصر تعارف

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد

ایک دعوت، ایک تحریک اور ایک کارواں

مرکز احیاء الفکر الاسلامی ایک دینی، دعوتی، فکری، اصلاحی، ادبی، ثقافتی، تعلیمی اور جامع عالمی ادارہ ہے، جس کا قیام مفکر ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور دیگر علماء حق دیوبند، سہارنپور، رائے پور کی سرپرستی میں ۲۰ ررجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۹/۱ اکتوبر ۲۰۰۰ء میں قرآن وحدیث اور اسلامی فکر کی دعوت وتبلیغ اور اشاعت کے لیے عمل میں آیا، جس کے بلند مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

اغراض ومقاصد

☆ قوم کے اندر صحیح اسلامی فکر اور دینی بیداری اور دینی حمیت اور عقیدۂ صحیحہ کی پختگی پیدا کرنا۔

☆ عصری اسلوب میں اسلامی کتب، دینی پمفلٹ، دعوتی، فکری اور ادبی لٹریچر تیار کرنا اور علماء حق کی کتابوں کی اشاعت کرنا۔

☆ ایسے علماء تیار کرنا جو کتاب وسنت کے وسیع وعمیق علم کے ساتھ جدید حالات وعصری علوم سے بخوبی واقف اور زمانے کے نبض شناس ہوں۔

☆ انٹر یا ہائی اسکول پاس اور جدید تعلیم یافتہ حضرات نیز لڑکیوں کو الگ الگ پانچ سال کی قلیل مدت میں خصوصی کورس کے ذریعہ عالم دین بنانا۔

☆ اسلامی شفاخانوں کا قیام تاکہ نادار طلبہ کے ساتھ غرباء اور مساکین کا بھی علاج مفت اور اطمینان بخش ہو سکے۔

☆ مکاتب اور مساجد کا قائم کرنا۔

☆ غرباء ومساکین کے لیے پانی کا انتظام کرنا، ہینڈ پمپ اور ٹیوب ویل لگوانا۔

☆ اسلام کے خلاف مستشرقین کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کے جوابات دینا اور یہ ثابت کرنا کہ اسلام ہر زمانہ میں اور ہر جگہ قیادت کی صلاحیت رکھتا ہے۔

☆ اتحاد ملی، اخوت اسلامی کے جذبات کو فروغ دینا اور نزاع باہمی کے فتنہ کو ختم کرنا۔

☆ مسلمانوں کو مادی قوتوں اور مغربی افکار سے متاثر ہونے سے روکنا۔

☆ فرق ضالہ کا مقابلہ کرنا اور ان کو اسلام کا پیغام پیش کرنا۔

☆ برادران وطن اور غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت پیش کرنا اور ان کے سامنے اس کی ہمہ گیری اور پوری انسانی برادری کے لیے باعث رحمت بتانا اور پیام انسانیت پیش کرنا۔

☆ عربی، اردو، انگریزی اور ہندی وغیرہ میں دینی ماہنامے، جرائد اور میگزین نکالنا۔

☆ سال میں کم از کم ایک مرتبہ ہند اور بیرون ہند کے اکابر علماء مفکرین اور دانشور حضرات کا جمع ہو کر دعوت وتبلیغ کے مؤثر منصوبے بنانا اور ملت کے مسائل کا حل پیش کرنا اور مسلمانوں کے اسلامی فکری نشوونما کے لیے لائحہ عمل تیار کرنا۔

دائرہ کار

مذکورہ بالا مقاصد کو بروئے کار لانے اور عملی جامہ پہنانے کے لیے مرکز کے دائرہ کار کو مندرجہ ذیل شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ۔ (۲) جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات۔ (۳) شعبہ عربی ادب۔ (۴) ڈپلومہ ان انگلش لنگویج اینڈ لٹریچر۔
(۵) اے ایس پبلک اسکول۔ (۶) مکتبۃ الامام ابی الحسن العامۃ۔ (۷) جمعیۃ اصلاح البیان۔ (۸) دعوت وارشاد۔ (۹) دارالافتاء۔
(۱۰) دارالقضاء۔ (۱۱) مجلس صحافت اسلامیہ۔ (۱۲) دارالبحوث والنشر۔ (۱۳) شعبہ کمپیوٹر۔ (۱۴) مطبخ۔

جامعة الاما م أبی الحسن الاسلامیة

تحفیظ القرآن الکریم: جس میں حفظ قرآن مجید تجوید کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے، نیز اردو کی تعلیم، نقل اور املاء کا بھی اہتمام کرایا جاتا ہے، دینیات میں عقائد، نماز کے فرائض وواجبات، سنن ومستحبات، کلمے اور ادعیۂ ماثورہ مسنونہ یاد کرائی جاتی ہیں، اس شعبہ میں حفظ کلام پاک کی مدت تین سال ہے۔

کلیة التجوید:- اس شعبہ میں روایت حفص کی متداول اور اہم کتب معتبرہ کے پڑھانے اور قرآن کریم کا اجرا ومشق کرانے کا اہتمام کیا گیا ہے، جس کی مدت ایک سال رکھی گئی ہے۔

تدریب ائمہ مساجد:- اس شعبہ کا قیام اس لیے ہوا تاکہ ائمہ حضرات اور مدرسین کو تجوید وقرأت کی بعض اہم کتابیں پڑھائی جائیں اور ان کو قرآن کریم کی تجوید کے ساتھ مشق کرائی جائے، نیز امامت کے مسائل واحکام کے سکھانے کے لیے مستقل کتاب لکھی گئی ہے، تاکہ اس کی روشنی میں مسائل امامت سے واقفیت کرائی جائے، اس کی مدت ۳ ماہ، ۶ ماہ/اور ایک سال ہے۔

کلیة الشریعة واصول الدین:- اس شعبہ میں عالمیت اور دینیات کے کئی کورس رکھے گئے ہیں۔

آٹھ سالہ کورس:- جس میں عربی اول سے آخر تک صرف ونحو عربی، عربی ادب، سیرت نبوی، تاریخ اسلامی، فقہ وحدیث اور تفسیر اور علوم عصریہ میں سے انگریزی، ہندی، حساب، سیاسیات، اقتصادیات، جغرافیہ، سائنس وغیرہ تمام علوم کا بندوبست کیا گیا ہے، اس شعبہ میں داخلہ کے مستحق وہ طلبہ ہیں جو حافظ قرآن، یا ناظرہ قرآن اور اردو لکھنا پڑھنا اور ابتدائی ہندی اور انگریزی سے بھی واقف ہوں۔

پانچ سالہ خصوصی کورس:- یہ کورس ہائی اسکول یا انٹر پاس اور جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لیے وضع کیا گیا ہے، جس میں ان کو مذکورہ علوم شرعیہ عربیہ پڑھائے جائیں گے اور عالمیت کی فراغت کی سند دی جائے گی۔

ایک سالہ کورس: - اس درجہ میں صرف وہ اسکولی تعلیم یافتہ حضرات یا معمولی لکھے پڑھے حضرات ہوتے ہیں جو زیادہ وقت نہیں دے سکتے ان کو ایک سال میں صرف دینیات اور اسلامیات کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے اور ان کا اسلامی معلومات، مسائل سے واقفیت کے ساتھ دینی ذہن بنایا جاتا ہے۔

ایک ماہ یادوماہ کا کورس: - اسکول یا کالجیز میں پڑھنے والے طلبا کے لیے جون، جولائی کی چھٹیوں میں مرکز کی عمارت یا کسی بھی بڑے شہر میں مرکز کے تحت ایک دینی، تعلیمی، تربیتی کیمپ لگایا جائے گا، جس میں ماہر اساتذہ، اسکالر، اسلامیات، دینیات اور اسلامی فکر اور تاریخ سے متعلق لیکچر اور محاضرے دیں گے۔

شعبہ کمپیوٹر: عربی پڑھنے والے طلبہ کو کمپیوٹر کا کورس کرایا جاتا ہے، جس میں ان کو اردو اور انگریزی میں کمپیوٹر کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے۔

كلية اللغة العربيه وآدابها: فضلائے مدارس کے لئے عربی ادب کا یہ شعبہ قائم کیا گیا ہے، جس میں فضلائے مدارس اور علماء کرام کو عربی ادب کا ایک سالہ خصوصی کورس کرایا جاتا ہے۔

شعبہ صنعت وحرفت: یہ شعبہ اس لئے قائم کیا گیا ہے تاکہ طلبہ ضروری دستکاری اور صنعت وحرفت سیکھ لیں، اور بوقت ضرورت اپنے دستکاری کے فن سے فائدہ اٹھا سکیں۔

جامعه فاطمة الزهراء للبنات

دوساله تربیتی کورس:- یہ جامعہ لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم وتربیت کے لیے قائم کیا گیا ہے، جس میں ابتداءً لڑکیوں کو قرآن کریم ناظرہ اور دینیات میں عقائد، نماز کے فرائض وواجبات، سنن ومستحبات، ادعیہ ماثورہ اور اردو لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے، یہ لڑکیوں کا دوسالہ کورس ہے۔

لڑکیوں کا پانچ ساله کورس:- اس میں وہ لڑکیاں پڑھتی ہیں جو ہائی اسکول یا انٹر پاس ہوں، یا مڈل یا پرائمری ہوں، یا جو حافظ قرآن یا ناظرہ قرآن اور اردو لکھنا پڑھنا جانتی ہوں، ان کو پانچ سال میں صرف ونحو عربی، عربی ادب، تاریخ اسلام، سیرت نبوی، حدیث وتفسیر اور فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور عالمۂ دین بنایا جاتا ہے، نیز کمپیوٹر اور امور خانہ داری، کشیدہ کاری اور گھریلو دستکاری بھی سکھائی جاتی ہے۔

مكتبة أمامة العامة: - جامعہ کے تحت یہ لائبریری اس لیے قائم کی گئی ہے تاکہ طالبات خارجی اوقات میں اپنے مطالعہ میں وسعت پیدا کرنے کے لیے کتابوں سے فائدہ اٹھائیں، اور اپنا تحقیقی اور علمی مزاج بنائیں، جس میں کتابوں کی فراہمی کی جارہی ہے۔

ڈپلومه ان انگلش لنگویج اینڈ لٹریچر

مرکز کے تحت یہ شعبہ فضلائے مدارس کے لیے چار سال سے قائم ہے، جس میں ایسے ممتاز فضلا جو دیوبند، ندوہ، مظاہر علوم اور دوسرے مدارس سے فارغ ہوتے ہیں ان کا، ان کے تعلیمی معیار کے مطابق ایک ٹسٹ ہوتا ہے، جس میں ممتاز نمبرات حاصل کرنے والوں میں سے ۲۰ر فضلاء کا انتخاب کیا جاتا ہے، تاکہ ان کو انگریزی زبان میں مہارت پیدا کرائی جائے اور ان کا دعوتی مزاج بنایا جائے اور مستشرقین کی طرف سے اسلام کے خلاف ہونے والے اعتراضات کا وہ جواب دے سکیں اور اسلام کے خلاف کی جانے والی سازشوں کو سمجھا جاسکے، اس شعبہ میں ۲۰ر فضلا وعلماء کا داخلہ ہوتا ہے، جن کے لیے ۲ر ماہر تعلیم اور انگریزی میں مکمل دسترس رکھنے والے عالموں کا انتظام کیا گیا ہے، واضح رہے کہ یہ دوسالہ کورس ہے جو ۱۰ر شوال سے شروع ہوتا ہے۔

اے.ایس پبلک اسکول

یہ اسکول اس لیے قائم کیا گیا ہے، تاکہ مسلمانوں کے بچے یہاں دینی ماحول میں رہتے ہوئے اسلامی تعلیم وتربیت کے ساتھ عصری، دنیوی اور اسکولی تعلیم سے بھی آراستہ ہوں، ہندی اور انگریزی کی معیاری تعلیم کا نظم ہے، فی الحال پرائمری تک تعلیم جاری ہے، ان شاءاللہ آئندہ ہائی اسکول اور انٹر لیول کی تعلیم کا منصوبہ ہے۔

جمعية اصلاح البيان

یہ شعبہ طلبہ کا وہ اسٹیج ہے جس سے وہ اردو اور عربی میں کتابت وخطابت کے شہسوار بن سکیں گے، اس کے پروگراموں کو تین طرح تقسیم کیا گیا ہے:

بزم خطابت:- طلبہ میں تقریری ذوق وصلاحیت پیدا کرنے کیلئے ہفتہ واری پروگرام کا نظم کیا گیا ہے، جس میں طلبہ متعینہ موضوع پر تمام طلبہ کے سامنے تقریر کرتے ہیں۔

بزم مقالات:۔ طلبہ میں تصنیف وتالیف اور مقالہ نگاری ومضمون نویسی کی مشق کے لیے ہر پندرہ دن کے بعد اس بزم کا انعقاد کیا جاتا ہے، طلبہ کسی خاص متعینہ موضوع پر مقالہ لکھ کر جمعیۃ کے پروگرام میں اس کو پیش کرتے ہیں۔

النادی العربی:۔ عربی میں تقریری صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ہر ہفتہ جمعرات کو تعلیمی گھنٹوں کے بعد النادی کے جلسہ کا انعقاد کیا جاتا ہے، جس میں طلبہ عربی میں اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں۔

مکتبة الاما م ابی الحسن العامة

لائبریری یا کتب خانہ کسی بھی ادارے کی ریڑھ کی ہڈی اور وہ سرچشمہ ہوتا ہے جہاں علمی پیاس بجھائی جاتی ہے اور مطالعہ وتحریر وتحقیق اور تصنیف وتالیف نیز درس وتدریس میں اس سے مراجعت واستفادہ کیا جاتا ہے، اس میں درسی وغیر درسی کئی سو کی تعداد میں کتابیں موجود ہیں، مزید اضافہ کی کوشش کی جارہی ہے۔

دارالافتاء

مسلمانوں کے ملی اور عائلی مسائل کا حل شریعت مطہرہ کی روشنی میں کرنے کے لیے یہ شعبہ قائم کیا گیا ہے، تاکہ وہ دینی احکام ومسائل سے متعلق سوالات اور استفتاء لکھ بھیجیں اور قرآن وسنت کی روشنی میں جوابات اور فتوی حاصل کریں۔

دارالقضاء

مسلمانوں کے معاشرتی مسائل کے حل کے لئے ایک شرعی دارالقضاء قائم کیا گیا ہے، جس میں مسلمان اپنے ملی اور عائلی مسائل پیش کرکے شریعت مطہرہ کی روشنی میں اپنے فیصلے حل کراسکتے ہیں۔

دعوت وارشاد

چونکہ مرکز کا اصل قیام ہی کتاب وسنت کی تعلیم وتبلیغ اور لوگوں کو دعوت وارشاد کے فریضہ سے واقف کرانے کے لیے ہوا ہے، اس لیے اس میں دعوت وارشاد کے کام کو کئی طرح سے تقسیم کیا گیا ہے۔

اول:۔ طلبہ کی ۲۴ر گھنٹے کی جماعت ہر جمعرات کو علاقے کے کسی بھی گاؤں میں جاتی ہے اور جمعہ کو واپس آتی ہے اور عوام میں دعوت واصلاح کا فریضہ انجام دیتی ہے، تاکہ طلبہ کا خود بھی دعوتی مزاج بنے اور عامۃ المسلمین کو فائدہ پہنچے۔

دوسرے:۔ ماہانہ تبلیغی جماعت کا جوڑ بھی ہوا کرے گا، تاکہ لوگوں کی جماعتیں آئیں اور کچھ نئی جماعتیں بھیجی جائیں اور انکے سامنے دعوت وتبلیغ کے اصول بیان کئے جائیں۔

تیسرے:۔ سال میں تین چار پروگرام عام مسلمانوں کیلئے رکھے جائیں گے، جن میں اکابر علماء میں سے کوئی بھی ایک عالم تقریر کرے گا اور لوگوں کو قرآن وحدیث، سیرت نبوی اور تاریخ اسلامی کی روشنی میں سمجھائے گا اور دینی دعوت پیش کرے گا۔

چوتھے:۔ سال میں تین چار پروگرام برادران وطن اور غیر مسلم بھائیوں کے لیے کئے جائیں گے، جن میں اہم دانشور، مفکرین، اسکالر اور داعی حضرات آکر ان کو اسلامیات کے موضوع پر خطاب کریں گے اور پیام انسانیت دیں گے، اسلام کی ہمہ گیری اور پوری انسانی برادری کے لیے اس کو باعث رحمت ثابت کریں گے۔

مجلس صحافت اسلامیہ

یہ مجلس اس لیے قائم کی گئی تاکہ اس کے ذریعہ عربی، انگریزی، ہندی اور اردو میں دینی، اسلامی، فکری، دعوتی اور اصلاحی ماہنامے جرائد ومیگزین کی شکل میں نکالے جائیں، نیز انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسلامی دعوت وفکر اور اس کے مشن کو پوری دنیا میں پہنچایا جاسکے، فی الحال اس شعبہ سے ایک مؤقر علمی واصلاحی اور دعوتی ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مارچ ۲۰۰۶ء سے مسلسل شائع ہورہا ہے اور ہر سال حج کے موقع پر حج سے متعلق ایک کتاب کی اشاعت کرکے حجاج کرام کو مفت تقسیم کی جاتی ہے اور بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے۔

دارالبحوث والنشر

اس شعبہ میں عصری اسلوب میں حالات کے تقاضوں کے مطابق عربی، اردو، ہندی اور انگریزی وغیرہ میں بہت وقیع اور میعاری اسلامی لٹریچر اور دینی رسائل وپمفلٹ تیار کرکے شائع کیے جاتے ہیں، تاکہ تھوڑے وقت میں زیادہ معلومات، پیغام اور دعوت فکر وعمل پیش ہوسکے، علماء حق کی دینی، دعوتی، اصلاحی، فکری اور ادبی کتابوں کی اشاعت کی جاتی ہے، اس شعبے سے اب تک ۳۱ رکتابیں شائع ہوکر مقبول ہوچکی ہیں۔

شعبہ مطبخ

یہ شعبہ مرکز کے تحت چلنے والے اداروں جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں مقیم طلبہ وطالبات کے طعام وکھانے کیلئے قائم ہے، جس میں طلبہ وطالبات کی کثیر تعداد کا کھانا تیار کیا جاتا ہے، جس کیلئے مستقل ایک تجربہ کار باورچی ہے، جو دونوں وقتوں کا کھانا اور ناشتہ تیار کرتا ہے، مطبخ کے تحت ایک گودام ہے، جس میں مطبخ کے لوازمات غلہ، اناج، سبزیاں، دال وغیرہ ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔

کارگزاری

مرکز کے تحت چلنے والے جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں طلبہ اور طالبات کی (۲۰۰) دوسو کی تعداد زیر تعلیم ہے، اس وقت ۲۳ رافراد پر مشتمل اسٹاف مرکز میں کام کررہا ہے، اور اڑتالیس لاکھ اکسٹھ ہزار نو (48,61.009) روپئے کا سالانہ خرچ ہے۔

۱- ساڑھے تین بیگہ آراضی خرید کر اس پر جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ کی دومنزلہ بلڈنگ تعمیر ہوچکی ہے جو ۲۴ رکمروں پر مشتمل ہے، جس میں چھ درسگاہیں، ایک دفتر، ایک لائبریری، ایک مہمان خانہ اور ۳ راساتذہ کے کمرے اور ۱۲ رکمروں پر مشتمل ایک ہاسٹل تیار کیا ہے، ۴ رمزید درسگاہیں بنائی گئی ہیں اور ۷ رکمرے مختلف کاموں کے لیے تیار ہوگئے ہیں، اس طرح جامعہ میں کل ۳۵ رکمرے تعمیر ہوچکے ہیں، مرکز الامام ابی الحسن للدعوۃ والبحوث الاسلامیہ کی دومنزلہ عمارت تیار ہوچکی ہے، جو ۱۴ رکمروں پر مشتمل ہے، ایک شاندار مسجد تعمیر کردی گئی ہے، پانی کی ٹنکی بنادی گئی ہے اور چہاردیواری بھی کرادی گئی ہے، مزید بارہ بیگہ زمین خریدی گئی ہے، جس کی قیمت ابھی تک ادانہیں کی گئی ہے، نیز امسال پانچ بچوں کا قرآن کریم ختم ہوا ہے۔

۲-لڑکیوں کے مدرسہ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کے لیے ایک بیگہ آراضی خرید کر اس پر ۱۹ رکمروں اور ایک بڑے ہال پر مشتمل دومنزلہ بلڈنگ تعمیر کردی گئی ہے، جس سے امسال عالمات کا نواں بیچ فارغ ہوا ہے۔

۳-دارالبحوث والنشر کے تحت اب تک مندرجہ ذیل ۳۱ رعلمی، اصلاحی اور دعوتی کتابوں کی طباعت ہوچکی ہے۔

(۱) مختصر تجوید القرآن (۲) بچوں کی تمرین التجوید (۳) جیب کی تجوید (۴) ریاض البیان فی تجوید القرآن (۵) رہنمائے سلوک وطریقت (۶) مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا (۷) الامامۃ فی الصلاۃ مسائلہا واحکامہا (۸) حیات عبدالرشید (۹) سیرت مولانا محمد یحیٰ کاندھلویؒ (۱۰) تذکرہ

مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ (۱۱) تذکرہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ (۱۲) تذکرہ علامہ سید سلیمان ندویؒ (۱۳) تذکرہ حضرت مدنیؒ (۱۴) چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید (۱۵) مقالات ومشاہدات (۱۶) مکتوبات اکابر (۱۷) چندہ دینے، دلوانے اور لینے کے آداب واصول (۱۸) افکار دل (۱۹) تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ (۲۰) مدارس کا نظام تحلیل وتجزیہ (۲۱) سیرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (۲۲) میری والدہ مرحومہ (۲۳) قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف بغاوت (۲۴) لڑکیوں کی اصلاح وتربیت (۲۵) تذکرہ حضرت حافظ عبدالرشید رائے پوری (۲۶) نقوش حیات حضرت مولانا عبدالرحیم متالا (۲۷) ملفوظات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ (۲۸) تصوف اور اکابر دیوبند (۲۹) امامت کے احکام ومسائل (۳۰) فقہ حنفی کے مراجع اوران کی خصوصیات (۳۱) Rules of Raising Funds۔

۴۔ مجلس صحافت اسلامیہ سے ایک دینی، دعوتی، علمی، ادبی، ثقافتی، فکری اور اصلاحی ترجمان ماہنامہ ’’نقوش اسلام‘‘ مارچ ۲۰۰۶ء سے مسلسل شائع ہوکر مقبول ہورہا ہے۔

فوری ضرورت

مذکورہ بالا مقاصد کی تکمیل اوران میں مزید جلا بخشنے وترقی کے لیے جن چیزوں کی فوری ضرورت ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ کی مستقل دومنزلہ عمارت کی تکمیل جس میں بیک وقت ۳۰۰ طلبہ رہ سکیں۔

☆ جامعہ کی درسگاہوں کے لیے مستقل ایک عمارت

☆ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کی مستقل دومنزلہ عمارت کی تکمیل

☆ لائبریری کی مستقل عمارت اوراس میں کتابوں کی فراہمی

☆ ایک بڑے جنریٹر کی ضرورت

☆ مطبخ کے لوازمات وضروریات۔

مرکز میں تشریف لانے والے علماء کرام

جنھوں نے مرکز کے تعلیمی وتعمیری پروگراموں کو دیکھا، طلبہ وطالبات کا تعلیمی معیار پرکھا اور مرکز کی ضروریات کو محسوس کرکے اپنے مشاہدات وتأثرات تحریر فرمائے۔

☆ مفکر ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری

☆ طبیب حاذق حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری

☆ حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

☆ حضرت مولانا محمد سلمان مظاہری ناظم مظاہر علوم سہارنپور

☆ حضرت مولانا سید سلمان حسینی ندوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صدر جمعیۃ شاہ ولی اللہ پھلت

☆ حضرت مولانا محمد عباس صاحب مظاہری ناظم مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور

☆ حضرت مولانا محمد عمر صاحب سابق نائب مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد

☆ حضرت مولانا قاری عبدالرؤف استاذ تجوید وقراءت دارالعلوم دیوبند

☆ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مہتمم جامعہ بیت العلوم پپلی مزرعہ

☆ حضرت مولانا محمد فرقان صاحب مدنی مہتمم جامعۃ القرآن بجنور

☆ حضرت مولانا محمد اسلم صاحب سابق ناظم کاشف العلوم چھٹمل پور

☆ حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب ناظم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

☆ حضرت مولانا محمد اختر صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ

☆ حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب قاسمی ناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

گجرات سے تشریف لانے والے

☆ حضرت مولانا محمد منذر صاحب ندوی جامعہ دارالقرآن سرخیز احمد آباد

☆ مولانا وصی اللہ صاحب احمد آباد ☆ جناب عبداللطیف صاحب احمد آباد

☆ جناب حافظ شمس الدین صاحب احمد آباد ☆ حضرت مولانا عبدالسلام صاحب انوری، احمد آباد

☆ حضرت مولانا مفتی ابراہیم آچھودوی دارالعلوم گودھرا ☆ حضرت مولانا محمد اختر صاحب ندوی دارالعلوم گودھرا

☆ حضرت قاری اسماعیل بسم اللہ صاحب مہتمم جامعۃ القراءات کفلیۃ سورت ☆ جناب الحاج حنیف بھائی بھولا انکلیشور

ممبئی سے تشریف لانے والے

☆ حضرت مولانا رشید احمد صاحب ندوی ناگ دیوی اسٹریٹ، ممبئی ☆ الحاج ڈاکٹر محمد خالد صاحب باندرہ، ممبئی

☆ الحاج عتیق احمد صاحب کرلا، ممبئی ☆ الحاج شکیل احمد صاحب کرلا، ممبئی

☆ الحاج نذیر احمد صاحب کرلا، ممبئی ☆ الحاج امجد علی خان میرا روڈ، ممبئی

بھٹکل سے تشریف لانے والے

☆ حضرت مولانا عبدالباری صاب ندوی مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل

☆ حضرت مولانا محمد الیاس ندوی، سکریٹری مولانا ابوالحسن اکیڈمی بھٹکل ☆ حضرت مولانا محمد اقبال صاحب ملا ندوی بھٹکل

☆ حضرت الحاج ماسٹر محمد شفیع صاحب ناظم جامعہ اسلامیہ بھٹکل ☆ حضرت مولانا نعمت اللہ ندوی استاذ جامعہ اسلامیہ بھٹکل

☆ جناب الحاج مظفر کولا صاحب بھٹکل ☆ مولانا عبداللہ ندوی بھٹکل

تأثرات اکابر

فدائے ملت حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنیؒ صدر جمعیۃ علماء ہند

''مرکز احیاء الفکر الاسلامی''مظفرآباد ضلع سہارنپور(یوپی) اپنے علاقہ کا ایک دینی، تعلیمی مدرسہ ہے، جو مقامی و بیرونی مسلمان بچوں کی دینی، تعلیمی خدمات بحسن وخوبی انجام دے رہا ہے، میری اصحاب خیر اور باہمت حضرات سے اپیل ہے کہ دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر طرح کا تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ان اللّٰہ لایضیع اجر المحسنین

حضرت مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی

سابق معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء لکھنؤ و پروفیسر ام القری یونیورسٹی مکہ مکرمہ

برادرم نوجوان فاضل مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی اپنی تصنیفات کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، انہوں نے تصنیف وتالیف اس وقت سے شروع کردی تھی جب وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے طالب علم تھے، وہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے مخلص ترین شاگردوں میں سے ہیں، حضرت مولانا کی خدمت میں رہنے کا موقع بھی ان کو ملا ہے، انہوں نے ایک مرکز''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' کے نام سے قائم کیا جس کے مقاصد میں دعوت الی اللہ کا کام سلف صالحین کے منہج خاص طور پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے طریقے پر کرنا ہے، اللہ تعالی کی توفیق سے انہوں نے ایک لڑکوں کا مدرسہ اور ایک لڑکیوں کا مدرسہ قائم کیا ہے، تاکہ وہ ان کے ذریعہ دینی تعلیم اور عربی زبان اور اسلامی تہذیب وثقافت کو پھیلائیں، اس بات کے پیش نظر کہ مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی اپنے مدارس اور مرکز کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے اصحاب خیر کے تعاون کے محتاج ہیں، میں اہل خیر حضرات سے امید کرتا ہوں کہ مولانا موصوف کا تعاون فرمائیں گے، اس لیے کہ وہ امانت دار مخلص آدمی ہیں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ان کے مقاصد کو پورا فرمائے، مشکلات کو آسان فرمائے اور اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، ضلع سہارنپور میں مجھے حاضری کا موقع ملا، یہ ایک علمی ودعوتی مقصد سے قائم کیا ہوا ادارہ ہے، جس کو عزیز مکرم مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی نے اپنی علمی و دینی جدوجہد کا مرکز بنایا ہے، یہ انہی کا قائم کردہ ہے اور وہ اس کے ذریعہ فکر اسلامی اور دعوت اسلامی کے مقاصد کے حصول کے لیے کوشش کرتے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف کا جذبۂ عمل اور صحت فکر کو دیکھ کر بڑی توقع ہوتی ہے کہ اس ادارہ سے انشاءاللہ خیر کا بڑا کام انجام پاسکے گا اور چونکہ اس ملک کے صحیح اور مخلصانہ کردار کے ادارے عامۃ المسلمین کے تعاون سے ہی چلتے ہیں، اس لیے اس ادارہ کو بھی یہی راہ اختیار کرنا ہوتی ہے، اس طور پر اس کو اہل خیر حضرات کے تعاون کی بھی ضرورت ہے، میں دعاء گو ہوں کہ یہ ادارہ دین وفکر اسلامی کی خدمت بطریق احسن واکمل انجام دے اور قبول حاصل کرے، آمین

حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

تصدیق کی جاتی ہے کہ برادرم فاضل مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی قائم کیا ہے، جس کے ذریعہ وہ دعوت وتبلیغ اور مسلمان لڑکے لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

مجھے اس مرکز کی زیارت اور اس کے تعلیمی پروگرام میں شرکت کی اور لڑکیوں کے ادارے جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کو دیکھنے اور طالبات کی تعلیمی سرگرمیوں پر مطلع ہونے کا موقع ملا ہے، اس سلسلہ میں مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی جو جدوجہد اور کوشش کررہے ہیں، ان کو بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا، اس لیے میں ان کو صحیح العقیدہ اور مخلص انسان سمجھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اہل خیر حضرات اور رفاہی اداروں کے ذمہ داران کی توجہ وعنایت کے مستحق ہونگے، اس لیے کہ وہ اپنے اس اسلامی پروگرام میں مسلمانوں کے تعاون کے محتاج ہیں، بےشک اللہ تعالی محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ سابق استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

یہ دور پرآشوب ہے، نئے نئے فتنے سر اٹھارہے ہیں، اہل زیغ وضلال کی بن آئی ہے، یہ جدید ترین وسائل سے لیس ہے، اپنے غلط عقیدے اور منحرفانہ افکار کو پوری طاقت کے ساتھ پھیلا رہے ہیں، ان کے مقابلہ میں صحیح العقیدہ، راسخ العلم اور صحت مند فکر کے حامل علماء کی بہت کمی ہے، اگر ہیں بھی تو وہ یا تو گوشہ گیر ہیں یا کوتاہ قلمی کا شکار، ضرورت ہے کہ ہمارے نوجوان اہل قلم اور اہل فکر میدان عمل میں قدم رکھیں اور اس سیلاب بلاخیز کا مقابلہ کریں اور جو کچھ ان کی حوصلہ مند طبیعتوں اور پرعزم ارادوں سے ہوسکے کوتاہی نہ کریں۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے ایک باہمت، حوصلہ مند نوجوان فاضل مولوی مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ اللہ تعالی ونفع بہ نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور اپنے بزرگوں کے مشورہ اور سرپرستی میں ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' مظفرآباد سہارنپور کی داغ بیل ڈالی ہے، جن بلند مقاصد کو لے کر انھوں نے کام شروع کیا ہے، اللہ تعالی اس میں ان کی غیب سے مدد فرمائے اور اہل خیر کو توفیق دے کہ ان کا ہر طرح تعاون کریں، یہ وقت کا تقاضہ بھی ہے اور وقت کا جہاد بھی۔ "اللهم وفقنالماتحبه وترضاه وهو نعم المولى ونعم النصير"

حضرت مولانا سید سلمان حسینی ندوی صدر جمعیۃ شباب اسلام لکھنؤ

تصدیق کی جاتی ہے کہ مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد ضلع سہارنپور ایک دینی، تعلیمی اور دعوتی ادارہ ہے، جس کو مولوی مسعود عزیزی ندوی نے قائم کیا ہے، مجھے مرکز کو دیکھنے کا موقع ملا ہے، جس کے مقاصد میں اسلامی کتب اور دعوتی پمفلٹ کو مختلف زبانوں میں شائع کرنا اور مسلمانوں کے درمیان دینی تعلیم کی اشاعت کرنا ہے، مولوی صاحب موصوف نے ایک لڑکوں کا مدرسہ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور دوسرا لڑکیوں کا مدرسہ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات بھی قائم کیا ہے، وہ اپنے ان کاموں میں مسلمانوں کے تعاون کے مستحق ہیں، تاکہ وہ اپنے تعلیمی اور دعوتی پروگراموں کو پورا کرسکیں، اللہ تعالی موصوف کو اسلام اور مسلمانوں کے خیر کے کاموں کی انجام دہی کی توفیق عطا فرمائے۔

عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب مقیم خانقاہ رحیمی رائے پور

مجھے یہ تحریر کرتے ہوئے خوشی ہورہی ہے کہ قصبہ مظفرآباد ضلع سہارنپور میں ایک دینی، دعوتی، اصلاحی، فکری وتربیتی اور تعلیمی ادارہ ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' اکابرین کی سرپرستی میں قائم کیا گیا ہے، اس کے بانی عزیزم محترم مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی ہیں، یہ اپنی نوعیت کا ایک مثالی ادارہ ہے، جس کے مقاصد بہت ہی جلیل اور عظیم الشان ہیں، اس مرکز کے تحت ''جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ'' اور ''جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات'' اور دوسرے کئی دعوتی شعبے چل رہے ہیں، مرکز میں طلبہ وطالبات کی ایک کثیر تعداد زیر تعلیم ہے، اللہ تعالی مرکز کو قبول فرمائے اور اس کی تعمیر وترقی میں چار چاند لگائے، اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ مرکز کا ہر طرح کا تعاون فرمائیں اور اپنے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔

حضرت مولانا قاری عبدالرؤف صاحب بلندشہری استاذ دارالعلوم دیو بند

آج مورخہ ۱۲/۶/۱۴۲۵ھ کو جناب حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی دامت برکاتہم کی دعوت پر بمعیت جناب قاری محمد ساجد صاحب فیضی، قاری ریڈیو وٹی وی اسٹیشن دہلی اور جناب قاری محمد ارشاد صاحب مدرس تحفیظ القرآن دارالعلوم دیو بند، مسجد رشید موضع مظفر آباد، ضلع سہار نپور کے افتتاح کے سلسلہ میں حاضری کی سعادت ہوئی اور مرکز احیاء الفکر الاسلامی میں چند گھنٹے قیام کیا، مرکز کی عمارت کا معائنہ کیا اور مرکز ہذا کے طلبہ کی زیارت بھی کی، ماشاءاللہ مرکز کی عمارت بہت عمدہ ہے، جناب مفتی محمد مسعود صاحب زید مجدہم سے مل کر ان کے اخلاق کریمانہ سے متأثر ہوئے بغیر کوئی نہیں رہ سکتا، موصوف سے ملاقات کرکے محسوس ہوا کہ عزائم بہت بلند رکھتے ہیں اور ملت اسلامیہ کی خدمت کا غیر معمولی جذبہ رکھتے ہیں۔

اللہ تعالی نے تدریسی، تصنیفی، اصلاحی اور انتظامی صلاحیتوں سے خوب خوب نوازا ہے، حلم، تدبر، منکسر المزاجی، شگفتہ کلامی، نرم گوئی، جبلی اوصاف ہیں، سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالی ایسے حضرات کو ہی تعمیر ملت کے لیے منتخب فرماتے ہیں، موصوف مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے مؤسس و بانی اور ناظم ہیں، جس میں سات مدرسین ہیں اور دیگر دو ملازم اعمال مرکز میں مصروف ہیں، طلبہ کی کثیر تعداد داخل ہے، ایسے مرکز کا تعاون ہر غیور مسلمان کا فرض ہے، دعاء ہے کہ اللہ تعالی اس مرکز کے فیض کو عام فرمائے اور باعتبار تمام ترمحاسن ترقیات عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم دیو بند

آج مورخہ ۱۹/ ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ مطابق یکم جنوری ۲۰۰۵ء بروز شنبہ مرکز احیاء الفکر الاسلامی اور جامعہ فاطمۃ الزہراء میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، جامعہ فاطمۃ الزہراء میں بچیوں کے مختصر پروگرام میں بھی شرکت کا موقع ملا، ان کی اردو و عربی تقریروں کو سن کر اندازہ ہوا کہ بچیوں کا تعلیمی معیار بہتر ہے، مرکز کو دیکھ کر اور اس کے اساتذہ وطلبہ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی، طلبہ پر تعلیم وتربیت کے آثار نمایاں تھے، اساتذہ نہایت بااخلاق تھے، مرکز اور جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کے اندر علمی اور دینی صلاحیت کے ساتھ ساتھ انتظامی صلاحیت بھی علی وجہ الاتم موجود ہے۔

حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

آج مورخہ ۱۵/ستمبر ۲۰۰۵ء مرکز احیاء الفکر الاسلامی اور جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں حاضری ہوئی، پہلی مرتبہ اس علاقہ میں کسی مدرسۃ البنات میں بخاری شریف کے ختم کے اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل ہو کر بے پناہ مسرت ہوئی اور ان سب کاموں کے روح رواں مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ اللہ ورعاہ کی انتھک کوششوں کے لیے دل سے دعائے خیر نکلی، اللہ تعالی آئندہ ان کی عمر میں برکت عطاء کرے اور ان کی مساعی میں بیش از بیش روز افزوں ترقیات نصیب فرمائے اور ہر قسم کے شرور وفتن سے حفاظت فرمائے۔

حضرت مولانا محمد سلمان مظاہری ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

چند سال قبل ہمارے علاقے کے موضع مظفر آباد، ضلع سہارنپور میں عزیزم مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے نام سے دینی تعلیمات کا سلسلہ شروع کیا تھا، الحمدللہ اس مرکز کے تحت جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کے نام سے دو مدرسے دینی تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ تعمیر کا سلسلہ بھی الحمدللہ جاری ہے اور مرکز کی متعدد عمارات زیر تعمیر ہیں اور انہی میں بنین اور بنات کی تعلیم بھی جاری ہے، احقر کو مدرسہ میں حاضری کا موقع ملا ہے، دل سے دعا ہے کہ حق تعالی اراکین مدرسہ کو ان کے تمام تعلیمی اور تعمیری پروگراموں میں کامیابی عطا فرمائے اور اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

جناب الحاج شیخ خالد البدر مدیر عام جمعیۃ شیخ عبداللہ نوری کویت

ومولانا محمد عامر ندوی رئیس قسم المشاریع جمعیۃ شیخ عبداللہ نوری

امابعد! میں نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی کو دیکھا اس کے تحت دو مدرسے چل رہے ہیں، ایک مدرسہ لڑکوں کا جس میں طلبہ قرآن کریم حفظ کرتے ہیں، دوسرا لڑکیوں کا جس میں میں نے ایسی چیز سنی اور ایسی چیز کا مشاہدہ کیا جو اپنے مدارس کے سفر کے دوران نہیں دیکھی اور وہ طالبات کا قرآن کریم کی سورۃ کا اس انداز پر تلاوت کرنا ہے کہ ایک طالبہ قرآن کریم کی آیات تلاوت کرتی ہے دوسری طالبہ اس کا انگریزی میں ترجمہ کرتی ہے اور تیسری اس کا اردو میں ترجمہ کرتی ہے اور ایک طالبہ عربی میں بے جھجھک طلاقت لسانی کے ساتھ تقریر کرتی ہے، اس پر میں فاضلہ بہن مدرسہ کی پرنسپل صاحبہ اور دوسری بہنوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ لڑکیوں کے ساتھ ایسی محنت کر رہی ہیں، اللہ تعالی آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری سابق شیخ الحدیث دارالعلوم وقف دیوبند

آج مورخہ ۴/ ذی القعدہ ۱۴۲۶ھ کو مکرمی جناب مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ اللہ مہتمم مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، سہارن پور کے زیر اہتمام سرگرم جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات اور جامعہ الامام ابی الحسن الندوی الاسلامیہ میں حاضری ہوئی، دونوں درس گاہوں کے حدیث شریف کے اسباق کے افتتاح کے موقع پر احقر نے حدیث، علم حدیث اور اس کی اہمیت وافادیت کے حوالے سے گفتگو کی۔

ماشاءاللہ دونوں ہی درسگاہوں کی عمارتیں سلیقہ کی ہیں، صفائی ستھرائی کا بھی عمدہ نظام نظر آیا، بنات کی درس گاہ میں عالمیت تک کی تعلیم ہو رہی ہے، جب کہ لڑکوں کی درس گاہ میں عربی پنجم تک کی تعلیم کا نظم ہے، دونوں درسگاہیں جواں سال فاضل عزیز مولانا محمد مسعود عزیزی کے انتظام میں مصروف کار ہیں، حق تعالی دونوں درسگاہوں کو قبولیت عام سے سرفراز کرے اور دنیا وآخرت دونوں جگہ بانیان واساتذہ، محبین وبہی خواہاں کے لئے سرخروئی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی مہتمم جامعہ سلامیہ بھٹکل

وحضرت مولانا محمد الیاس صاحب ندوی جنرل سکریٹری مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی بھٹکل

امابعد! آج مورخہ ۴/ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۴/ مارچ ۲۰۰۷ء بروز سنیچر مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد سہارنپور یوپی میں بسلسلہ تقسیم انعامات مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی بھٹکل وجلسہ اصلاح معاشرہ کیلئے اپنے مؤقر رفقاء کرام کے ساتھ شرکت کا موقع ملا، جلسہ ماشاءاللہ بڑا کامیاب رہا، حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی جو ماشاءاللہ بڑے خلیق اور بڑی خوبیوں کے مالک ہیں، اس کے ذمہ دار ہیں، اور انہی کے اشراف میں یہ مرکز بخوبی چل رہا ہے، بچوں اور بچیوں کیلئے الگ نظم پھر ماہنامہ ''نقوش اسلام'' پرچہ جو ماشاءاللہ معیاری اور سلیقہ سے تسلسل کے ساتھ نکلتا ہے، یہ سب ان کی اور انکے رفقائے کرام کی بہترین کاوشیں اور محنتیں ہیں، طلبہ اور طالبات نے اپنے پروگرام بھی پیش کئے جو یقیناً اساتذہ کرام کی محنت کے بین ثبوت تھے۔ اس جنگل کو ان حضرات نے اپنی جانفشانی سے یقیناً منگل کر دیا ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس مدرسہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے

اوراس سرزمین کو بقعۂ نور بنادے، یہاں سے دور دور تک اس کی روشنی پھیلے اور اطراف واکناف ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں اس کے آثار نمایاں ہوں، اور ہر طرح کے شر وفتن سے محفوظ رکھے، اور مخلصین کی خدمات کو قبول فرمائے۔آمین

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

آج مؤرخہ ۱۹؍شوال ۱۴۳۰ھ مطابق ۹؍اکتوبر ۲۰۰۹ء کو مرکز احیاء الفکرالاسلامی مظفرآباد ضلع سہارنپور میں مفتی راشداللہ بجنوری کی معیت میں حاضری ہوئی، اس ادارہ میں دو شعبے ہیں ایک لڑکوں کا شعبہ ہے، جو جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ کے نام سے چل رہا ہے، اس میں ۷۰؍طلبہ زیرِ تعلیم ہیں، جن کی تعلیم وتربیت کی خدمات ۶؍اساتذہ کرام انجام دے رہے ہیں، تعلیم درجہ پنجم تک ہوتی ہے، دوسرا شعبہ لڑکیوں کا ہے، جس میں دورۂ حدیث تک تعلیم ہورہی ہے، اس میں ۱۸۰؍طالبات تعلیم حاصل کررہی ہیں، ان میں ۸؍معلّمات تعلیم دے رہی ہیں، تقریباً ۲۵۰؍طلبہ وطالبات مدرسہ کے مطبخ سے کھانا کھاتے ہیں، یہ اتنا بڑا نظام محترم مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی صاحب چلارہے ہیں، یہی ان دونوں مدرسوں کے بانی ومؤسس بھی ہیں، اور تعلیم بھی ماشاءاللہ اچھی طرح ہورہی ہے، یہ مناظر وحالات دیکھ کر بہت مسرت وخوشی حاصل ہوئی، دلی دعا ہے کہ اللہ تعالی اس مرکز میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اس کا فیض عام فرمائے، اس کو اپنے علاقہ میں علم وہدایت کا روشن مینار بنائے، اس میں خیر وبرکت عطا فرمائے، اس کی تمام ضروریات کا غیب سے تکفل فرمائے اور محترم قاری صاحب کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔آمین

حضرت مولانا محمد احمد صاحب مظاہری استاذ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

آج مورخہ ۸؍ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ کو بندہ مرکز احیاء الفکرالاسلامی مقام مظفرآباد ضلع سہارنپور میں حاضر ہوا، یہ حاضری مدرسہ مرکز احیاء الفکرالاسلامی کے رئیس (ناظم ومہتمم) کے ایماء پر ہوئی، کئی گھنٹے قیام رہا، مرکز کے تمام شعبہ جات کو بنظر غائر دیکھا، مزید معلومات حاصل کیں، مرکز کے تحت چلنے والے اداروں میں اہم ادارہ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات اور جامعہ الامام ابی الحسن الاسلامیہ بڑے شعبوں کی حیثیت سے چل رہے ہیں، اس کے علاوہ ڈپلومہ ان انگلش لینگویج اینڈ لٹریچر ایک اہم شعبہ فاضلین مدارس عربیہ کے لئے کھلا ہے، جس میں فاضلین کرام کیلئے انگلش اور عربی کورس مقرر ہے، نیز شعبہ صحافت قائم ہے، جس سے ایک ماہنامہ ''نقوش اسلام'' نکلتا ہے جو نہایت کامیاب رسالہ ہے، دیگر شعبہ جات بھی قائم ہیں، مدرسہ کا نظام تعلیم وتربیت عمدہ ہے، اور بھی منصوبے وعزائم ہیں جن کی فکر ولگن میں رئیس مکرم جناب مولانا مفتی قاری محمد مسعود صاحب عزیزی ندوی برابر لگے ہوئے ہیں، تھوڑے ہی عرصہ میں اتنا بڑا کام کیا ہے کہ بنات وبنین ہر دو کیلئے عالمیت اور حفظ وقراءت کا مکمل انتظام ہے، یہ بڑی خوش کن بات ہے، امید کی جاتی ہے کہ یہ ادارہ بہت جلد اور تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کرے گا، دلی دعا ہے کہ اللہ تعالی اس ادارہ کے تحت چلنے والے تمام شعبہ جات میں ہر طرح کی ترقی نصیب فرمائے اور اپنے خزانہ غیب سے اس کی ضروریات کا انتظام پیدا فرمائے۔

حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی
وحضرت مولانا محمد حشیم صاحب عثمانی مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ

آج ۲۰؍محرم الحرام ۱۴۳۲ھ بروز پیر مرکز احیاء الفکرالاسلامی میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، محترم مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کی خدمات دیکھ کر خوشی اور مسرت ہوئی، اللہ تعالی اس مرکز کی ترقی کے اسباب ووسائل پیدا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ علم وتعلیم کی نشر واشاعت کی توفیق عطا فرمائے، اور قدم قدم پر مدد واعانت اور نصرت فرمائے۔آمین

حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب آچھودی دارالعلوم گودھرا (گجرات)

حامداً ومصلیاً امابعد! آج بتاریخ ۱۶/اپریل ۲۰۱۱ء مدرسہ مرکز احیاء الفکرالاسلامی میں بمعیت عزیزی مولانا محمد اختر ندوی اور عزیزم مولوی مشتاق احمد اور مولانا محمد اسماعیل کے ساتھ حاضری ہوئی، نظم ونسق دیکھ کر بے انتہاء خوشی ہوئی، دل سے دعا ہے کہ خدااور زیادہ اچھا کام کرنے کی ہر ایک کو ہمت دے، مدرسہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کو اور زیادہ سے زیادہ ہمت دے اور موانع جو درپیش ہوں ان کو دور کرے۔

حضرت مولانا نذرالحفیظ صاحب ازہری ندوی عمید کلیۃ اللغۃ العربیہ استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

آج مرکز احیاء الفکرالاسلامی میں عزیز گرامی مولانا مسعود عزیزی ندوی کی معیت میں حاضری ہوئی، اس ادارہ کے متعلق برسوں سے سن رہے تھے، اور مدرسہ کے ترجمان رسالہ ''نقوش اسلام'' میں اس کے متعلق پڑھ بھی رہے تھے، خود عزیزی مسعود صاحب مدرسہ کے قیام اور اس کی علمی وتعلیمی ترقی کے بارے میں بتاتے بھی تھے، دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ یہ قدیم مدرسہ ہے لیکن مولانا نے بتایا کہ اس کے قیام کو صرف دس سال کی مدت ہوئی ہے، یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی، پھر لڑکوں کی تعلیم کے ساتھ بچیوں کا بھی مدرسہ ہے، اور وہ بھی دارالاقامہ کے ساتھ جو مستقل دردسر ہے، لیکن عزیزی مسعود سلمہ کی سعادت اور ان کی اولوالعزمی کہ وہ یہ سارے کام ہمت کے ساتھ انجام دے رہے ہیں، ساتھ ہی رسالہ بھی پابندی سے شائع کرتے ہیں، کتابیں بھی اس طرح شائع ہوتی ہیں، جیسے مشین سے آٹومیٹک طریقہ سے نکل رہی ہوں، یہ سب بانی کا اخلاص ہے، اس میں بڑا حصہ ان بزرگوں کی خصوصی توجہ کا ہے، جن سے ان کے تعلقات ہیں اور عزیزی سلمہ برابر ان سے رابطہ رکھتے ہیں، ان کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں، اور اس کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں، اساتذہ اور کارکن بھی مولانا کے ہم ذوق ہیں۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ مدرسہ کو مزید ترقیات سے نوازے اور حاسدین کے حسد سے حفاظت فرمائے، بچیوں کی دینی تعلیم وتربیت وقت کا بہت بڑا تقاضہ ہے، اور نازک ذمہ داری بھی، موجودہ حالات میں ہمارے عزیز نے یہ ذمہ داری بھی اپنے سر لی ہے، جوایک طرح سے جہاد ہے، اور جہاد کا اجر بے شمار ہے، جو حضرات اہل خیر اس مدرسہ کے ساتھ تعاون اور ہمدردی کررہے ہیں وہ شریک جہاد ہیں، اللہ تعالی قبول فرمائے۔

حضرت مولانا اقبال احمد صاحب ندوی غازی پوری استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

برادر گرامی قدر جناب مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی حفظہ اللہ سے میں ندوۃ العلماء میں ان کی طالب علمی کے وقت سے واقف ہوں، ماشاء اللہ آپ اسی زمانہ سے تحریری اور تقریری ذوق رکھتے ہیں، اور تعلیم کے دوران ہی متعدد کتابوں کے مصنف ہو چکے تھے اور اب تو ماشاء اللہ درجنوں چھوٹی بڑی کتابیں ان کے قلم سے نکل کر علمی، دینی وادبی حلقوں سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہیں۔

آج مظفرآباد میں ان کے قائم کردہ ادارہ مرکز احیاء الفکرالاسلامی میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، مولانا موصوف نے خود چل کر مختلف درجات اور مرکز کے مختلف شعبوں کا معائنہ کرایا اور تفصیلات بتائیں، عربی درجات کے ساتھ انگلش اسپیکنگ کورس کا دوسالہ ڈپلومہ بھی ہے، درجے میں لڑکوں کو انگریزی بولنے کی مشق کرتے ہوئے بھی سنا، ایک ماہنامہ ''نقوش اسلام'' بھی اس ادارہ سے پابندی سے نکلتا ہے، مرکز کی شاندار وسیع اور خوبصورت مسجد بھی دیکھی، درسگاہ اور رہائشی کمرے بھی ماشاء اللہ ضرورت کے مطابق ہیں، لڑکیوں کا الگ مستقل مرکز سے تھوڑے فاصلے پر سامنے ہی ادارہ ہے، غرض یہ سب دیکھ کر کافی مسرت ہوئی اور مولانا موصوف کی خدمات کی قدر وقیمت تو قلب میں پہلے ہی سے تھی، اب اس میں مزید اضافہ ہوگیا، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مولانا کی خدمات اور ان کی علمی ودینی کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کو ان سب کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

جناب الحاج محمد مظفر کولا صاحب بھٹکل و مولانا عبداللہ ندوی بھٹکل

آج بتاریخ ۳؍۱۰؍۲۰۱۲ء جناب حاجی مظفر کولا صاحب مع اپنے صاحبزادے مولانا عبداللہ ندوی کے ہمراہ مولانا مسعود عزیزی کے مدرسہ تشریف لائے اور ایک اسلامک ریسرچ سینٹر کا سنگ بنیاد رکھا اور طائرانہ نظران کے مدرسہ پر ڈالی، الحمدللہ مولانا مسعود عزیزی اپنے دینی مشن میں سرگرم عمل ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے تمام نیک مقاصد کو پایہ تکمیل پہنچائے۔ آمین

حضرت مولانا رشید احمد صاحب ندوی ممبئی خلف الصدق حضرت صوفی عبدالرحمٰن صاحبؒ وڈاکٹر محمد خالد شیخ صاحب باندرا خلیفہ حضرت صوفی عبدالرحمن صاحب

آج بروز ہفتہ بتاریخ ۱۸؍ جمادی الثانیہ مطابق ۱۹؍اپریل ۲۰۱۴ء حضرت مولانا مسعود عزیزی ندوی اطال اللہ عمرہ کی دعوت پر راقم سطور اور رفیق سفر جناب ڈاکٹر خالد شیخ صاحب مقیم باندرا ممبئی کی مرکز احیاء الفکر الاسلامی میں حاضری ہوئی۔

اس مرکز کی زیرنگرانی دومدرسے ایک طلباء کا مدرسہ جامعہ الامام ابی الحسن الاسلامیہ کے نام سے اور دوسرا مدرسہ طالبات کا جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کے نام سے چل رہے ہیں، ان دونوں میں ایک معتدبہ تعداد طلبہ وطالبات کی ہے، جن کے قیام وطعام کی مکمل ذمہ داری منجانب مرکز ادا کی جاتی ہے، نیز اسی مرکز کے تحت تحقیق واشاعت کا کام بھی ہوتا ہے، اس کیلئے ایک عمارت بھی بنائی گئی ہے، جس کا کام فی الوقت چل رہا ہے، اخراجات کی کمی کی وجہ سے کام میں دشواری پیش آرہی ہے، دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مسعود صاحب کی کوششوں کو قبول فرمائے اور سارے مقاصد کو پورے فرمائے اور اصحاب خیر سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ یہ ادارہ آپ کی توجہات کا مکمل مستحق ہے، ہر طرح سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

مخلصانہ اپیل

ملت کے اصحاب خیر دردمند حضرات سے گذارش ہے کہ اکابرین اور بزرگوں کی ان تصدیقات ومشاہدایت اور تأثرات وتائیدات کی روشنی میں مرکز کی مذکورہ بالا تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فوری طور پر ایک خطیر رقم کی ضرورت ہے، اس لیے آپ حضرات مرکز اور اس کے تحت چلنے والے اداروں جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات وغیرہ کو اپنے خصوصی وعمومی ہر طرح کے تعاون سے نوازکر مرکز کی تعمیری وترقی اور اسلامی فکر کی نشر واشاعت اور قرآن وحدیث کی تعلیم وتبلیغ میں حصہ لیں اور دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی سے ہمکنار رہوں۔

الداعی المخلص: محمد مسعود عزیزی ندوی

ناظم مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور، ۲۴۷۱۲۹-یوپی (الہند)

Mob. 9719831058, 9758530623

Email. masood_azizinadwi@yahoo.co.in

بینک اکاؤنٹ

Markazu Ihyail Fikril Islami A/C No. 30416183580,S.B.I

Monthly Nuqoosh-e-Islam A/C No. 30557882360,S.B.I

Muzaffarabad, Saharanpur (U.P) 247129